WWW.AHLULHADEETH.NET

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون (القرآن)

رموزِ راشدیہ

علامہ
سید بدیع الدین
شاہ راشدی
کا ایک اہم انٹرویو

ترتیب و پیشکش
عبد الرحمٰن
میمن

ناشر
مکتبۃ الدعوۃ السلفیۃ
میمن کالونی مٹیاری ضلع حیدرآباد سندھ

WWW.AHLULHADEETH.NET

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون (القران)

رموز راشدیہ

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ

کا ایک اہم انٹرویو جو ان سے ۱۹۸۲ء

میں لیا گیا

ترتیب و پیشکش: عبدالرحمان میمن

ناشر

مکتبہ الدعوۃ السلفیہ میمن کالونی

ٹیاری ضلع حیدر آباد سندھ

WWW.AHLULHADEETH.NET

سلسلہ مطبوعات۔۸

نام کتاب: رموز راشدیہ
ایک اہم انٹرویو
ترتیب و پیشکش: عبدالرحمن میمن
اشاعت اول:۔ اپریل ۱۹۹۶ء
تعداد:۔ ایک ہزار
کمپوزنگ:۔ سید واجد حسین
قیمت:۔ ۴۰ روپے
ناشر: مکتبہ الدعوۃ السلفیہ
میمن کالونی ٹنڈو میاری ضلع حیدر آباد سندھ

ملنے کا پتہ:

- المکتبہ الراشدیہ آزاد پیر جھنڈہ نیو سعید آباد
- احسان بک ڈپو مین روڈ نیو سعید آباد سندھ
- قاضی عبدالحق انصاری۔ انصاری محلہ ھالانیو۔
- راشدی منزل۔ کالی موری حیدر آباد سندھ
- ڈاکٹر عبدالحفیظ سموں اسلامیہ لائبریری بدین
- مولانا عبدالخالق سومرو۔ خطیب جامع مسجد اہل حدیث ماتلی
- مولانا حافظ محمد طارق ضیاء خطیب جامع مسجد اہل احدیث مارچ بازار سکھر
- مکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور
- مکتبہ السنۃ الدار السلفیہ ۱۸ سفید مسجد سولجر بازار کراچی
- مکتبہ اسلامی کورٹ روڈ گاڑی کھاتہ حیدر آباد
- تاج بک پیلس کورٹ روڈ گاڑی کھاتہ حیدر آباد

WWW.AHLULHADEETH.NET

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

○ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد ○

نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ "انا خاتم النبیین لانبی بعدی" میں آخری نبی ہوں اور میرے بعد نبوت کا سلسلہ ختم ہے۔ اب چونکہ کوئی نبی نہیں آئے گا اس لئے آپ نے فرمایا کہ: العلماء ورثۃ الانبیاء علماء ہی انبیاء کرام (کی علم و شریعت) کے وارث ہیں۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کے مشن کو بالترتیب صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین اور تبع تابعین نے جاری رکھا۔ بعد ازاں اس مشن کو ائمہ کرام، محدثین عظام اور علماء حق نے اپنے اپنے دور میں جاری رکھا اور جس کی تکمیل و بقا کو مقصد حیات گردانتے ہوئے اپنا پورا وقت قال اللہ، قال الرسول اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے صرف کردیا۔

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی رحمۃ اللہ علیہ کا شمار بھی انہی علماء کرام میں ہوتا ہے، کہ جنہوں نے توحید و سنت کی اشاعت، باطل مذاہب کی تردید اور باطل عقائد کے خلاف جہاد میں اپنی زندگی صرف کردی۔

علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی کی شخصیت راشدی خاندان کے ماتھے پر درخشاں ستارہ ہے، جس کی ضیاء تابندگی نے عالم اسلام بالخصوص اہل سندھ کو الٰہی و نبوی تعلیم سے روشن کرتے ہوئے صحیح منہج و درست عقائد پر گامزن کیا اور ان کو شخصی تقلید اور غیر اسلامی رسومات کے خلاف جہاد کرنے کا حوصلہ بخشا۔

آپ میدان تحریر و تقریر کے شہسوار تھے۔ آپ کا علمی و ادبی مرتبہ بہت بلند ہے۔ آپ ان علمائے حق میں سے تھے جن پر امت مسلمہ جتنا بھی فخر کرے کم ہے۔ آپ سندھی، عربی، اردو اور فارسی علم کا ایک بحر زخار تھے۔ جس کا اندازہ آپ کی تصانیف سے لگایا جاسکتا ہے۔ آپ نے تقریباً ۱۵۰ تصانیف ایسی چھوڑی ہیں جن میں بعض اس قدر عمیق موتی لیئے ہوئے ہیں، کہ علوم اسلامی تفسیر و اصول تفسیر حدیث و اصول حدیث، فقہ و اصول فقہ، جرح و تعدیل، اسماء الرجال اصول و قواعد کے غواض ان

WWW.AHLULHADEETH.NET

میں غوطہ زنی کرکے حقائق و معارف کے لئو لئو و مرجان مدتوں نکالتے اور علمی بازار کی رونق بڑھاتے رہیں گے۔ آپ کے علوم و تحقیقات کی گرانباری ہی کا یہ اثر ہے کہ ان کی وفات کے بعد اہل علم و قلم پر ایک سکتہ طاری ہوگیا۔ اور اس یتیم و بے سہارا بچے کی طرح چاروں طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں۔ آپ کا سب سے بڑا علمی کارنامہ آپکی قرآن مجید کی سندھی زبان میں تفسیر ہے۔ جس کے پایہ کی کوئی تفسیر اب تک نہیں کی لکھی گئی۔ اس کے علاوہ آپ خودداری، بصیرت، اصابت رائے، پختگی ء فکر، دقیق نظری، زہدو تقویٰ، ظاہر و باطن میں یکسانیت، پہاڑوں کی طرح بلند عزائم، ستاروں کی طرح روشن خیالات، چاند کی طرح شفاف کردار، سورج کی طرح ہر ایک پر علم کی کرنیں ڈالنے کی خو، سمندر کی طرح وسیع علم، زمین کی طرح ہموار گفتگو، دریاؤں کی طرح رواں دواں طبعیت، چشموں کی نغمگی کی طرح خطیب اور ہمہ گیر صلاحیتوں اور اوصاف حمیدہ کے مجسم و پیکر تھے۔

جن لوگوں نے آپ کی تحریروں کا غیر جانبداری سے مطالعہ کیا ہے وہ اس بات کا اعتراف کرنے میں کبھی بھی بخل سے کام نہیں لے سکتے، کہ آپ کی تحریروں نے عوام الناس کو اجتهاد و تحقیق کا میدان اور راستہ دکھایا اور تقلیدی بندھنوں سے آزادی دلائی، جس میں صدیوں سے لوگ جکڑے ہوئے تھے۔ آپ کے اسلوب بیان کی ایک خاص خوبی یہ بھی ہے کہ اگر آپ کی کوئی تقریر قرطاس و قلم کے سپرد کردی جائے تو وہ ایک بلند پایہ مقالہ کی شکل اختیار کرلیتی ہے۔ اور اگر ان کی کسی تحریر کو ازبر کرکے سنایا جائے تو وہ ایک دل نشین خطاب بن جاتا ہے۔ ان کی زبان اور قلم سے نکلا ہوا ہر جملہ قرآن و حدیث کے طرز بیان کا عکس لیے ہوئے ہوتا ہے۔ وہ پہلے پڑھنے والے کے رجحان کو متاثر کرتا ہے۔ اور براستہ، دل، دماغ کو وہ بصیرت و آگہی عطا کرتا ہے کہ جس کی وجہ سے وہ عرفان الٰہی کا گرویدہ ہوجاتا ہے۔

آپ نے سندھ میں تحریک اھل حدیث کو جو مدتوں مصلحت کا شکار تھی بیدار کیا اور جماعت اھل حدیث کو نئے سرے سے منظم کیا۔ اور اھل سندھ کو قرآن و سنت کی حقیقی تعلیم سے روشناس کراتے ہوئے آباء و اجداد کے غلط عقائد اور طریقوں، شخصی تقلید اور باطل فرقوں کے جکڑ بندیوں کی زنجیروں کو توڑ کر خالص اللہ اور اس کے رسول سے تعلق

WWW.AHLULHADEETH.NET

جوڑنے کا درس دیا۔ اور بلا خوف و خطر، بلا لومتہ و لائم اور بلا حرص و طمع انتہائی جرائتمندی و بہادری سے حق کے مشن کو جاری رکھا۔ اور آخر تک اس پر ثابت قدمی سے قائم رہے۔

آپ اپنے دور کے ولی کامل، امام بخاری اور امام ابن تیمیہ تھے۔ آپ نے سندھ میں علم کی وہ شمع روشن کی جس کی اگر ان کے معتقدین حفاظت کریں تو تاقیامت اس کی روشنی سے عالم اسلام مستفید ہوتا رہے گا۔

المختصر آپ گلشن اہل حدیث کے وہ پھول تھے کہ جس کی خوشبو سے آج بھی علمی، ادبی، مذہبی اور سیاسی میدان مہک رہا ہے۔ عالم اسلام کی یہ عظیم ہستی اپنے ہزاروں شاگردوں اور لاکھوں معتقدین کو داغ مفارقت دے کر ۸ جنوری ۱۹۹۶ء کو داعی اجل کو لبیک کہہ کر اپنے خالق حقیقی سے جاملی۔ نور اللہ مرقدہ و مثواہ فی الجنۃ

یہ انٹرویو ان سے ۸۲ ۱۹ء میں بعض احباب کے اسرار پر لیا گیا تھا۔ ان احباب کے عدم توجہی کے سبب یہ انٹرویو اب تک پردہ عدم میں تھا۔ یہ شاہ صاحب کی زندگی پر ایک انتہائی اہم دستاویز ہے جس کی افادیت کے پیش نظر اس کو افادہ عام و خاص کے لئے کتابی شکل میں شائع کر رہے ہیں۔

میں محترم استاد پروفیسر عنایت علی خان صاحب کا مشکور ہوں جنہوں نے سوالات کی ترتیب میں میری معاونت فرمائی اور اپنے زرین مشوروں سے مستفید فرمایا۔

آخر میں ان احباب کا مشکور ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بدست دعا ہوں جنہوں نے اس کتاب کی چھپائی کے سلسلے میں دامے درمے قدمے اور سخنے ادارے کے ساتھ تعاون کیا۔ جزاھم اللہ احسن الجزا فی دنیا والاخرۃ (آمین)

والسلام
خادم العلم و العلماء
عبدالرحمان میمن
مکتبہ الدعوۃ السلفیہ
میمن کالونی ٹنڈو ماری

۳/ اپریل ۱۹۹۶ء

WWW.AHLULHADEETH.NET

مقدمہ محمد عبدالهادی العمری

یہ مضمون ماہنامہ "صراط مستقیم" برمنگھم کے فروری ۱۹۹۶ء کے شمارہ میں چھپا ہے۔ اس کے لکھنے والے شاہ صاحب مرحوم کے انتہائی قریبی شاگرد ہیں۔ اور اس مضمون کی افادیت کے پیش نظر ہم اس کو "مقدمہ کے طور پر ماہنامہ "صراط مستقیم" کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہے ہیں۔ (ادارہ)

ماہ رواں پاکستان کی جمعیت اہلحدیث کو زبردست نقصان کا سامنا کرنا پڑا کہ ایک ہی ماہ میں اس کی دو عظیم شخصتیں انتقال کر گئیں۔ ایک کے انتقال سے علمی و روحانی سہارا ختم ہوگیا تو دوسرے کی جدائی سے مالی و انتظامی ستون منہدم ہوگیا اور کسی دینی جماعت یا تنظیم کے لئے یہی وہ دو سہارے اہم ہوتے ہیں۔ اس طرح اگر ہم علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدی سندھی اور جناب میاں فضل حق صاحب کی وفات کے باعث پاکستان کی جماعت اہلحدیث کو یتیم کہیں تو یہ لفظ اپنی پوری معنویت کے ساتھ صادق آئے گا۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو نعم البدل عطا فرمائے اور اس صدمہ سے جانبر ہونے کی توفیق بخشے۔

۸ جنوری ۱۹۹۶ء کی شب علم و عمل زہد و تقویٰ کی چٹان علامہ سید بدیع الدین شاہ سندھی کا انتقال ہوگیا۔ شاہ صاحب کی وفات نہ صرف پاکستان بلکہ عالم اسلام کے لئے ایک زبردست نقصان ہے۔ اس وقت اگر چہ کہ علماء کی تعداد میں کمی نہیں لیکن ان علماء کی قلت ہر شہر اور ملک میں محسوس کی جارہی ہے جو علم کے ساتھ تقویٰ و پرہیز گاری کا بھی پیکر ہوں۔ جنہیں حق گوئی و بیباکی میں حجاب نہ ہو۔ جس کے قلب و دماغ توحید و سنت سے سرشار ہوں اور جو علمی گہرائی اور حکیمانہ بصیرت سے سرفراز ہوں۔ شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کا شمار ایسے ہی لوگوں میں ہوتا ہے۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

راقم کی ان سے پہلی واقفیت مدینہ یونیورسٹی کی طالب علمی کے دوران ان کے علمی اور تحقیقی مضامین کے ذریعہ ہوئی اور پھر برطانیہ میں قیام کے دوران کئی مرتبہ شخصی ملاقاتوں کا شرف حاصل ہوا۔ اس کے علاوہ مختلف کانفرنسوں میں رفاقت کی سعادت بھی رہی۔ علامہ موصوف بلند پایہ عالم ہونے کے باوجود ہمارے ساتھ اس طرح مشفقانہ انداز میں پیش آیا کرتے گویا ہم بڑے اور وہ چھوٹے ہیں۔

جب بھی ملاقات ہوتی یہی کشمکش رہتی دل چاہتا کہ اپنے زنگ آلودہ قلب و دماغ کو ان جیسے اہل دل کی صحبت سے کچھ جلا بخشی جائے۔ لیکن دوسری طرف سے بہ یک وقت پدرانہ محبت اور مدرسانہ شفقت کے اثرات ماحول کو بوجھل بنادیتے۔ شاہ صاحب کے ساتھ نمازیں ادا کرنے کا خاص لطف آتا کہ نماز کے ہر رکن کی ادائیگی وہ بڑے اہتمام سے کیا کرتے۔ بلکہ موصوف سے میری پہلی واقفیت ان کے مضمون " زیادۃ الخشوع فی وضع الیدین بعد الرکوع" (رکوع کے بعد ہاتھ کیسے رکھے جائیں) کے ذریعہ ہوئی۔ شاہ صاحب چونکہ عربی میں بھی زبردست صلاحیت رکھتے تھے۔ یہ مضمون عربی میں تھا جو اس وقت بہت سے معیاری عربی پرچوں میں شائع ہوا۔ شاہ صاحب کی علمی گہرائی کا یہ عالم تھا کہ سندھی زبان میں تفسیر لکھنی شروع کی تو کئی جلدیں لکھ دیں۔ بلکہ تقریباً سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہی میں ایک جلد مکمل ہوگئی بسم اللہ ۔ کے جہر سے پڑھنے کے مسئلہ پر قلم اٹھایا تو بیسیوں صفحات لکھ ڈالے۔

شاہ صاحب کی یہ بڑی آرزو تھی کہ سندھی زبان جس کے بولنے والوں کی برصغیر میں بہت بڑی تعداد ہے اس میں ایک مستند اور معتبر تفسیر ہونی چاہیے۔ چنانچہ آپ نے خود اس کا بیڑا اٹھایا۔ چونکہ سندھی زبان آپ کی مادری زبان تھی اس لئے اس میں تیزی سے کام بڑھتا گیا اور کئی جلدیں تیار ہوگئیں۔ لیکن موت اس سے زیادہ تیز ثابت ہوئی اور اس عظیم تفسیر کے تکملہ کی آپ کو مہلت نہ مل سکی۔ اس طرح یہ اہم علمی کام ادھورا ہی رہ گیا۔ کاش! کوئی اسے مکمل کردے۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

شاہ صاحب دینی امور میں غیر ضروری مداہنت اور مصلحت پرستی کے سخت خلاف تھے۔ اور ان کا خیال تھا کہ دین میں جب مصلحت پرستی اور تساہل کا دروازہ کھل جاتا ہے تو اس پر کنٹرول نہیں کیا جاسکتا ورنہ آج کل بڑے بڑے دینی رہنما مصلحت کے نام پر وہ تمام کام اپنے لئے جائز کرڈالتے ہیں جو ایک بے دین اور نا عاقبت اندیش کیا کرتا ہے۔ شاہ صاحب کی قدر و قیمت نہ صرف اردو اور سندھی دان حلقوں میں تھی، بلکہ عربی حلقوں میں بھی آپ کی بڑی پذیرائی تھی۔ ایک مرتبہ خود راقم کا مشاہدہ ہے کہ برمنگھم کے ایک اجتماع میں شیخ محمد بن اسماعیل جو مصر کے مشہور سلفی تنظیم "انصار السنۃ المحمدیۃ" کے روح رواں ہیں وہ اور مختلف اہل علم عرب حضرات جمع تھے اور وہ شاہ صاحب کے سامنے اس طرح بیٹھے مسائل دریافت کرتے رہے جیسے ایک بارعب استاد کے روبرو عقیدت مند شاگرد بیٹھے ہوں اور نماز کا وقت آیا تو کیا مجال کہ شاہ صاحب کی موجودگی میں ان مختلف بارعب علماء میں سے کوئی امامت کے لئے آگے بڑھے۔ اور برمنگھم ہی میں منعقدہ ایک کانفرنس میں شرکت کے لئے جب شاہ صاحب کانفرنس ہال میں داخل ہوئے تو امام کعبہ شیخ ڈاکٹر صالح بن حمید نے کھڑے ہوکر ان کے لئے اپنے قریب جگہ بنائی اور کہتے رہے کہ ایک زیادہ علم والے کے سامنے میں کیا ہوں۔ ظاہر ہے ایک غیر عربی کی عرب کے اہل علم و فضل اس طرح عزت کریں تو ہمارے دل تو مسرت سے جھوم رہے تھے اس لئے نہیں کہ شاہ صاحب کی عزت ہو رہی ہے۔ بلکہ اس لئے کہ آج بھی عالم باعمل چاہے وہ کسی بھی علاقہ کا ہو اس کے لئے اونچا مقام ہے۔

یوں تو شاہ صاحب کے عرب و عجم میں شاگردوں کی تعداد سینکڑوں سے تجاوز ہے جن میں بعضوں کو اللہ نے بڑے اونچے مرتبوں پر فائز کیا بلکہ ائمہ حرم میں سے شیخ عمر السبیل شاہ صاحب کے براہ راست شاگرد ہیں اور مدینہ یونیورسٹی کے کچھ اساتذہ نے شاہ صاحب سے روایت حدیث کی اجازت بھی حاصل کی۔ شاہ صاحب پیشہ ور مولویوں کی طرح

WWW.AHLULHADEETH.NET

بہت بولنے کی عادی نہیں تھے بلکہ مجلس میں عموما اس وقت گفتگو فرماتے جب ان سے دریافت کیا جاتا اور بات کو طول دیئے بغیر مکمل کر کے خاموش ہوجایا کرتے۔

شاہ صاحب کے صبر و ضبط کا ایک واقعہ جو شاید زندگی بھر بھلایا نہ جاسکے۔ وہ جمعیت اہلحدیث کے دفتر برمنگھم میں پیش آیا۔ شاہ صاحب دو سال قبل جمعیت کے لئے زیر اہتمام منعقد ہونے والی "اسلامی دعوت کانفرنس" میں شرکت کے لئے تشریف لائے تھے۔ واپسی کے دن وہ دفتر میں بیٹھے تھے کہ پاکستان سے فون آیا اس میں ایک افسوناک اطلاع تھی۔ شاہ صاحب رسیور رکھ کر صرف اللہ فضل کرے گا اللہ خیر کرے گا کہتے رہے چہرہ سے کچھ پریشانی کے آثار ہویدا تھے۔ یہ دیکھ کر ہمیں قدرے تشویش ہوئی اور ان سے فون کے متعلق دریافت کیا گیا۔ لیکن وہ اپنا وہی جملہ دہراتے رہے کہ اللہ خیر کرے گا۔ پھر اس کے کچھ دیر بعد ایک کانفرنس میں شرکت کرنی تھی جس میں امام کعبہ بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ شاہ صاحب وہاں پہنچے اور امام صاحب کے ساتھ دعوتی امور پر گفتگو کرتے رہے۔ لیکن چہرہ سے لگتا تھا کہ کوئی غیر تسلی بخش کیفیت ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہاں سے حسب پروگرام ایئرپورٹ کے لئے روانہ ہوگئے۔ پھر دوبارہ پاکستان سے فون آیا جس میں دریافت کرنے پر بتایا گیا کہ شاہ صاحب کی اہلیہ محترمہ کا انتقال ہوگیا۔ ان کے جنازے کی تفصیلات طے کرنی ہیں۔ ہم نے پوچھا کیا شاہ صاحب کو پہلے فون میں یہ بات بتادی گئی تھی تو کہا گیا کہ جی ہاں!

اللہ اللہ! صبر و عزیمت کی باتیں ہم بہت سنتے اور پڑھتے رہے۔ لیکن صبر و ضبط کا مظاہرہ اس طرح بروقت بہت کم دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ ورنہ لوگ خوب چیخنے چلانے کے بعد تھک ہار کر صبر کرنے لگتے ہیں۔ لیکن اس طرح صبر کرنا یقیناً "عزیمت والوں کا کام ہے۔ علم و عمل کی یہ شمع تقریبا" ستر سال کی عمر میں اپنے پیدائشی علاقہ سندھ ہی میں بجھ گئی۔ اللہ ان کو جنت میں اعلی مقام عطا کرے۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

حیرت کی بات یہ ہے کہ ان تمام کمالات اور اوصاف حمیدہ کے باوجود شاہ صاحب کے انتقال کی خبر یہاں اخبار جنگ کے اندرونی صفحات میں ڈھائی سطر میں چھپی اور عجیب اتفاق کہ اسی دن پنجابی فلموں کے اداکار سلطان راہی کا بھی انتقال ہوا اور اسی اخبار کے پہلے صفحہ کے تین کالموں میں سرخی لگی اور پھر اس کے لئے متعدد خصوصی ایڈیشن شائع کئے گئے اور سربراہ مملکت خداداد پاکستان سے لے کر عام آدمی تک رنج و غم میں ڈوبے بیانات دیتا رہا کہ ان کی موت سے پنجابی فلموں کا سنہری دَور ختم ہوگیا۔ لیکن جن کی وفات سے علمی اور روحانی خلا پڑ گیا وہ موجودہ اخباری صحافت کی نظروں میں لائق التفات نہ تھا۔ لیکن اس کا کیا غم جس نے جس کے بھیجے ہوئے دین کے لئے محنتیں کیں وہ اجر ثواب کا متمنی بھی اسی ذات اعلیٰ سے ہو سکتا ہے اور جس کی محنتیں دنیا کے لہو و لہب کے گرد گھومتی رہیں۔ اس کو اپنی محنتوں کا صلہ بھی تو یہیں لینا ہے۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

سوال نمبر۱۔ آپ اپنا اسم گرامی مع شجرہ بتائیں۔ آپ کی ولادت کہاں اور کب ہوئی۔ اپنے خاندان کا مختصر تعارف کرائیں۔

جواب۔ میرا نام سید بدیع الدین شاہ ہے اور نسب نامہ اس طرح ہے:۔ سید بدیع الدین شاہ بن احسان اللہ بن رشد اللہ شاہ بن رشید الدین شاہ بن محمد یاسین شاہ بن محمد راشد شاہ الراشدی الحسینی۔

میری پیدائش مورخہ ۱۰ جولائی ۱۹۲۵ء میں گوٹھ فضل اللہ شاہ (موجودہ گوٹھ قدیم پیرجھنڈہ) تحصیل ہالا ضلع حیدر آباد میں ہوئی۔

میرے جدامجد تبلیغ اسلام کے لئے لکی شاہ صدر کے مقام پر جو کہ دادو ضلع میں ہے۔ کاظمین سے آکر مقیم ہوئے اور اسی طرح ان کی اولاد پورے سندھ میں تبلیغ اسلام کے سلسلے میں پھیل گئی۔ میرے جدامجد میں سے ایک بزرگ ولی اللہ سید محمد راشد شاہ جن کو روضہ والا کہتے ہیں اہل اللہ بزرگ تھے آپ نے پوری زندگی دین اسلام کی خدمت کی جب آپ اس فانی دنیا سے جدا ہوئے تو آپ کے دو بڑے صاحبزادوں کے لئے جماعت نے یہ فیصلہ کیا کہ سید محمد راشد شاہ کی دو نشانیاں ہیں ایک پگڑی سید حزب اللہ شاہ کے سر پر رہے اور دوسری جھنڈہ سید محمد یاسین شاہ کے پاس رہے۔ لہذا اسی طرح ہمارا خاندان (گھرانہ) دو حصوں میں بٹ گیا۔ ایک پیرپگارو کہلاتے ہیں اور دوسرے پیر جھنڈہ کہلاتے ہیں۔

آپ کے سجادہ نشینوں کے اسمائے گرامی اس طرح ہیں۔

۱۔ سید محمد یاسین شاہ جھنڈہ والے اول
۲۔ سید فضل اللہ شاہ (شہید) جھنڈہ والے دوم
۳۔ سید رشید الدین شاہ جھنڈہ والے سوم
۴۔ سید رشد اللہ شاہ جھنڈہ والے چہارم
۵۔ سید احسان اللہ شاہ جھنڈہ والے پنجم
۶۔ اب موجودہ جھنڈہ والے ششم' سید محب اللہ شاہ ہے جو کہ میرا بڑا بھائی ہے۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

سوال نمبر۲۔ آپ راشدی خاندان کی تاریخ اور سندھ میں اس کی علمی اور دینی خدمات کی تاریخ بیان فرمائیں؟

جواب۔ ہمارے جداعلیٰ سید محمد راشد شاہ سے لے کر ہمارے والد تک سب سندھ میں توحید و سنت کے داعی رہے ہیں اور ہمارے خاندان میں جو غیر اسلامی رسومات تھیں جھنڈے والے اول سید محمد یاسین شاہ کے دور سے ان کو ختم کرنے کا سلسلہ شروع ہوا پیری مریدی کی کئی ایسی رسومات جو محض بدعت اور بعض ظاہر ظہور شریعت کے خلاف تھیں اسی خاندان نے انہیں ختم کیا۔ اور جھنڈہ والا سوم نے مجاہدین کی جماعت بنائی اور ان سے جہاد اور بعض احکام کی پابندی کے لئے بیعت لی' جس وجہ سے وہ صاحب البیعت مشہور ہوئے۔ اسی کے حکم سے اس کے فرزند جدامجد سید (ابو تراب) رشد اللہ شاہ جھنڈہ والا چہارم نے اپنے گوٹھ میں مدرسہ دارالرشاد کی بنیاد ڈالی جس میں دیگر علوم کے علاوہ علم حدیث کی خصوصی تعلیم دی جاتی تھی اور سندھ کے اکثر استاد اس مدرسہ کے شاگرد ہیں اور جدامجد کو شیخ الکل سید نذیر حسین اور شیخ حسن بن محسن الانصاری یمانی اور دیگر علماء کرام سے سند حدیث حاصل ہوئی اور توحید و سنت کے مسائل پر ان کی کئی کتابیں تصنیف شدہ ہیں جو کہ عربی' اردو اور سندھی زبانوں میں ہیں ان کی تصنیفات سے سندھ کے لوگ مسلک اہل حدیث سے متعارف ہوئے آپ کے بعد والد محترم نے بڑے زور و شور سے سنت کی اشاعت اور بدعت کے استیصال کی کوشش کی اور قولاً" و عملاً" سنت کی طرف دعوت عام کی۔ حفظ قرآن کے ساتھ علم حدیث میں بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو زبردست ملکہ عطا فرمایا تھا اسماء الرجال میں اپنے وقت کے امام تھے جیسا کی سید سلیمان ندوی نے۔

"یادرفتگان" میں ذکر کیا ہے۔ علامہ شیخ عبدالحق بھاولپوری المہاجر المکی اور ان کے دیگر معاصرین سے بھی میں نے ایسے ہی سنا ہے۔ سعودی حکومت کے پہلے بادشاہ عبدالعزیز کے خلاف جب برصغیر میں مخالفین نے قبوں کے گرانے کے مسئلہ پر شور برپا کیا تو اس وقت والد محترم نے سلطان موصوف کی حمایت میں ایک مختصر دلائل سے بھرپور سندھی زبان میں مضمون لکھا اور سندھ کے مختلف علاقوں میں تقسیم کیا جس کا بہت اچھا اثر ہوا اور اپنے خاندانی قائم کردہ مدرسہ کو جماعت کے تعاون سے جاری رکھا اور خاندانی کتب خانہ کو جو کہ جدامجد نے جمع کیا تھا اس کی پوری حفاظت

WWW.AHLULHADEETH.NET

کی اور کئی نوادر کتب کا اضافہ کیا اور مختلف ممالک سے نایاب کتابیں نقل کروائیں اور بعض کی فوٹو بنوائی اور قرآن و سنت کی اشاعت کو جاری رکھا جو سلسلہ اب تک جاری ہے اللہ تعالیٰ اس کو دیر تک قائم رکھے آمین۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ' کھل کر سنت پر عمل کرنے کی وجہ سے والد محترم کو اپنوں اور پرایوں کی طرف سے کئی تکالیف کا سامنا ہوا۔ لیکن صبر اور ہمت سے کام لیتے رہے سفر و حضر میں کئی بار اہل علم کے ان کے ساتھ مناظرے ہوتے رہے میرا بچپن کا زمانہ تھا لیکن تاہم ایسے بعض مواقعہ میں مجھے بھی شرکت نصیب ہوئی خاص طور پہ ٹنڈو الہیار میں ایک قادیانی مناظرے کے لئے اپنے ساتھ کافی کتب لے آئے دو دن کے بحث پر انتہائی ذلت اور شکست کے ساتھ واپس گیا اس طرح سندھ میں بدین شہر میں اہل بدعت کے ساتھ آپ کی دلیل بازی اب تک علماء کو یاد ہے۔

سوال نمبر۳ - مسلک اہل حدیث آپ کے خاندان نے کب سے اختیار کیا؟

جواب - اس ملک میں کئی برسوں سے حدیث پڑھنے یا پڑھانے کا رواج نہیں تھا صرف فقہی کتابوں پر علماء اکتفا کرتے تھے ہمارا خاندان اس حالت کے باوجود اس خیال کا تھا کہ' قرآن یا حدیث سے جوبات معلوم ہو اس پر ہی عمل کیا جائے۔ چنانچہ جد اعلیٰ سید محمد راشد شاہ کی ملفوظات جس کو پیرو کاروں نے جمع کیا ہے۔ اس میں کئی ایسے واقعات ملتے ہیں' جن سے ان کے مسلک کا پتہ لگتا ہے بلکہ مغرب سے پہلے دو رکعت سنت کا رواج سندھ میں سب سے پہلے آپ ہی نے ڈالا اور خود عمل کیا اور لوگوں کو بتلایا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے اور سب جماعتیوں نے یہ دو رکعت سنت پڑھی۔ اسی طرح جد اعلیٰ سوم سید رشیدالدین شاہ صاحب البیعت کی ملفوظات بھی ان کے جماعتیوں نے جمع کی ہے۔ اس میں جابجا ہر مسئلے میں حدیث کو فقہ پر ترجیح دینے کی ہدایت مذکور ہے جس کے علاوہ اور مسائل مثلاً" ہمہ اوست کی تردید اور صوفیوں کے لطائف کی تردید مذکور ہے اور فاتحہ خلف الامام' آمین بالجھر' رفع الیدین اور اونٹ کے گوشت کھانے سے وضو کا ٹوٹنا اور مس ذکر کو ناقص وضو کہنا وغیرہ مسائل موجود ہیں جو کہ اہل حدیث کے موافق ہیں اور ان کی ملفوظات میں کئی ایسی باتیں ملتی ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ کسی "مذہب کی پابندی ضروری نہیں" آپ کے بعد جدامجد سید رشداللہ

WWW.AHLULHADEETH.NET

شاہ چہارم نے مسلک کی بڑی خدمت کی علامہ مجد الدین فیروز آبادی کی کتاب "سفر سعادت" کا ترجمہ سندھی زبان میں ثمر آخرت کے نام سے کیااور سب مسائل کو تحقیق کر کے احادیث سے ثابت کیا ہے۔ اسکے علاوہ فاتحہ خلف الامام کو فرض جانتے تھے اور مدرک رکوع کی رکعت کے قائل نہیں تھے جیسا کہ ان کی ملفوظات میں مذکور ہے اس طرح ان کی تصنیفات میں سے بعض کتابیں یہ ہیں "درج الدررفی وضع الایدی علی الصدر" عربی جس میں مخدوم محمد ہاشم سندھی کے رسالہ **"درھم الصرة فی وضع الایدی تحت السرة"** کا رد لکھا ہے اور اس میں تفصیل سے ثابت کیا ہے کہ سینہ پر ہاتھ باندھنا ہی سنت ہے۔

القری المصلی الجمعۃ فی القری "عربی" جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ گاؤں میں جمعہ پڑھنا جائز ہے اس مسئلہ پر ایک رسالہ سندھی زبان میں بنام "**التنقید المعقول** و **بلقب ھد** ر آخر الظھر" بھی لکھا ہے جس میں اس مسئلے کے ساتھ تقلید اور مذاہب باطلہ کا خوب رد کیا ہے اس طرح تین وتر کے درمیان وقفہ نہ کرنے پر بھی ان کا ایک رسالہ عربی میں ہے۔ " عین المتابعۃ فی تحقیق تکرار الجماعۃ" اردو جس میں جماعت ثانیہ کی صحت پر سیر حاصل بحث ہے۔ رفع الریب فی مسئلہ علم الغیب" سندھی جس میں ثابت کیا ہے کہ علم الغیب صرف اللہ تعالٰی کی خاص صفت ہے نیز وحدت الوجود کے رد پر اس کے متعدد رسالے ہیں اس طرح مسئلہ استواء اور مذہب سلف پر بھی اس کا ایک رسالہ ہے وغیرہ،والد محترم کے زمانے میں خطبہ جمعہ کی اصلاح ہوئی اور لکھی ہوئی خطبات پڑھنے کے بجائے قرآن کی آیات پر تقریر فرماتے تھے اعتراض کرنے والوں کو بتلاتے تھے کہ سنت طریقہ یہی ہے آپ ہی کے دور میں صفوں کے درست کرنے کا انتظام ہوا اور پیری مریدی کے خاص مسئلہ تصور الشیخ کو شرک کہہ کر رد کیا آپ نے ایک رسالہ بنام "مسلک الانصاف" لکھا جس میں احادیث مرفوع اور آثار صحابہ اور اقوال فقہاء حنفیہ سے ثابت کیا کہ کہ امام کے پیچھے سورت سورۃ الفاتحہ پڑھنا ضروری ہے اور آمین بالجھر سنت ہے اور سینہ پر ہاتھ باندھنا چاہیے یہ رسالہ سندھی زبان میں مطبوع ہے اس کی وجہ سے سندھ کے کئی لوگ مسائل میں عامل بالسنت ہوئے رفع الدین اور وتر کا طریقہ میں نے بچپن میں آپ

WWW.AHLULHADEETH.NET

ہی سے سیکھا سندھ میں اونچی آمین کہنے سے آپکی جماعت پہچانی جاتی ہے اس طرح ہمارے خاندان میں قدیم زمانے سے مسلک اہل حدیث پر عمل شروع ہونے لگا۔

سوال نمبر۴۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کہاں اور کس کے پاس حاصل کی اور کن کن استادوں اور کن کن مدرسوں میں تعلیم حاصل کی اور درس نظامی کی کتابیں مکمل کرنے میں آپ کو کتنا عرصہ لگا اس دور میں آپ کو تعلیم حاصل کرنے میں کن دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا اور ان کو کس طرح حل کیا؟

جواب۔ میں نے شروع سے آخر تک تعلیم اپنے خاندانی مدرسہ دارالرشاد میں مکمل کی اور قرآن شریف ناظرہ ایک سال میں پورا کیا۔ پھر دو سال سندھی زبان کی کتابیں پڑھیں اور دوسال کے اندر فارسی زبان بوستان تک پڑھی۔ پھر عربی علم میں قدم رکھا اور چھ سال کے عرصہ میں مکمل کی۔ ابتداء میں کتابیں والد صاحب کی ہدایات کے مطابق پڑھیں آپ کی رحلت کے بعد کتابوں کا انتخاب کچھ اپنے ذوق سے اور کچھ استادوں کے مشوروں سے کیا۔ قرآن مجید کا ترجمہ اور تفسیر جلالین اور تفسیر بیضاوی' حدیث میں اربعین نووی' پھر بلوغ المرام' مشکوٰۃ پھر صحاح ستہ موطاامام مالک اور موطاامام محمد اور شرح معانی الاثار للطحاوی کا کچھ حصہ پڑھا فقہ میں ہدایہ تک اور اصول فقہ میں تلویح تک' نحو میں شرح جامی تک اور تھوڑا حصہ عبدالغفور کا بھی پڑھا صرف میں تمام درسی کتابیں پوری کیں۔

ادب میں مفید الطالبین سے لیکر مقامات حریری اور سبع معلقات دیوان متنبی کا بھی کچھ حصہ پڑھا اصول حدیث میں شرح نخبہ وغیرہ ان کے علاوہ شرح مرقاہ' تہذیب' قطبی' شرح عقائد نسفیہ' مختصر معانی' محیط الدائرہ نیز شرح چغمینی اور اقلیدس کا کچھ حصہ وغیرہ کتابیں مدرسہ میں مختلف استاذہ پڑھاتے رہتے تھے۔ شیخ محمد اسماعیل بن عبد الخالق افغان سندھی جو مدرسہ کے مہتمم بھی تھے' شیخ ولی محمد بن محمد عامر قوم کیریہ' شیخ محمد سلطان کوریجہ (ھالا) شیخ شفیع محمد سکرنڈ' شیخ محمد نور عیسیٰ خیل (پنجاب) شیخ عبدالرحمٰن رامپوری' شیخ قطب الدین ھالیجوی' حافظ محمد امین منوہ کچھ بھج' شیخ بھاؤ الدین جلال آبادی افغانستان' شیخ محمد ایوب (افغانستان) شیخ محمد احمد (لدھیانوی) شیخ محمد مدنی' شیخ عبداللہ' شیخ محمد عمر بن شیخ عبدالغنی

WWW.AHLULHADEETH.NET

کھڈھڑی (نوابشاہ) شیخ محمد خلیل بن محمد سلیم لدھیانوی (خیرپور سندھ) وغیرہ ان کے علاوہ ہمارے بھائی صاحب بھی گاہ بگاہ بعض کتابوں کا درس دیا کرتے تھے قابل ذکر بات یہ کہ یہ سارے استاد حنفی المذہب تھے صرف پہلے دو پر والد محترم کی وجہ سے مسلک اہل حدیث کا رنگ چڑھا ہوا تھا اور آخری دو استادوں کے متعلق کچھ تفصیلی ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا وہ یہ کہ شیخ عبداللہ صاحب خاصی علمیت کے صاحب تھے باوجود حنفی ہونے کے متعصب نہیں تھے۔ اہل حدیث کو بہت اچھا سمجھتے تھے اور بہت سے مسائل میں ان کی موافقت کرتے تھے اور ۔۔ شخصی کے بھی خلاف تھے۔ انہی دنوں، میں نے ایک رسالہ عربی میں بنام "الاختلاف فی رد الاحناف" لکھا جس میں چند مسائل مثلاً فاتحہ خلف الامام، آمین بالجہر، وضع الیدین علی الصدر، جماعت ثانی وغیرہ پر دلائل اور مخالفین کے سوالات و اعتراضات کے جوابات اس وقت کے استعداد علمی کے مطابق جمع کیئے تھے جس کی تصنیف میں شیخ موصوف نے کافی رہنمائی کی اور عبارات کے بعض مقامات کو درست کیا مگر افسوس کہ وہ رسالہ جو کہ ہمارے بچپن کی یادگار تھی وہ ہم سے گم ہوگیا شیخ موصوف کی تحقیق کا رجحان ان کو ان کے آباء سے ورثے میں ملا جدامجد کے زمانے سے ان کا ہمارے خاندان سے تعلق رہا تھا۔ ان کے والد بڑے عالم تھے مسلکا" حنفی مشہور تھے لیکن کئی مسائل میں اہل حدیث کا ساتھ دیا۔ ان کا ایک رسالہ بنام "حسن الدلائل علی بعض المسائل" میں نے مطالعہ کیا جس میں کئی باتوں میں مسلک اہل حدیث کو ترجیح دی ہے اور ان کے دادا شیخ عبدالغنی نے بھی ایک رسالہ بنام "النہج الصحاح" تصنیف کیا تھا، جس میں تقلید شخصی کو رد کیا ہے جس کا ذکر شیخ موصوف نے میرے ساتھ کیا تھا۔ دوسرا شیخ محمد خلیل انتھائی، متعصب تھا۔ حدیث کے پڑھنے میں میرے کو سب سے زیادہ رکاوٹیں اس نے ڈالیں، حدیث کی کوئی کتاب شروع کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو ٹال دیتے تھے اور یہ کہتے تھے کہ حدیث مشکل فن ہے تم لوگ نہیں سمجھ سکو گے کسی دوسرے استاد کے پاس حدیث کی کتاب شروع کرتے تھے تو اس کو جاکے روکتے تھے کہ اس کو حدیث نہ پڑھاؤ لیکن ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن اللہ کی مشیت میرے حدیث پڑھنے کے حق میں تھی احادیث میں تاویلات اور بار بار حنفیت کی تائید میں ان کا بیان اور لیکچر دینا میرے لئے بہت بڑا امتحان تھا بچپن سے یہ عقیدہ دل میں راسخ اور پختہ کیا ہوا تھا کہ قرآن و حدیث

WWW.AHLULHADEETH.NET

کے علاوہ کسی کی بات حجت یا دلیل نہیں اور وحی الٰہی کے مقابل ہر قول و فعل مردود ہے ورنہ بہت ممکن تھا کہ شیخ صاحب مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیتے دو متضاد باتوں پر ایک طرف عقیدہ کی پختگی دوسری طرف شیخ صاحب کی کوششوں کی وجہ سے کتب حدیث کے مطالعہ کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی باوجود علمی مائیگی کے حدیث کے مشہور متداول کتب کا چند اہم مسائل کے لئے مطالعہ جاری رکھا۔ جب کوئی حدیث سمجھ میں آجاتی تو شیخ صاحب کو پیش کرتا اور شیخ صاحب گاہ بگاہ کوئی نہ کوئی جواب دیکر خاموش کرادیتے کبھی تو غصہ میں آکر ڈانٹتے اس طرح روز مرہ کی گفتگو نے مناظرانہ رنگ اختیار کردیا اور دن بدن میری معلومات میں اضافہ ہوتا گیا اور جوں جوں گفتگو ہوتی تھی مسلک میں پختگی ہوتی جاتی تھی۔ والد محترم شیخ صاحب کے آنے سے پہلے فوت ہوچکے تھے اس لیئے کوئی باثر آدمی میری تائید میں نہیں تھا۔ اس مجبوری کا شیخ صاحب نے بہت کچھ فائدہ اٹھا۔ جیسے جیسے مطالعہ کی وجہ سے میری معلومات بڑھتی گئی تو شیخ صاحب کا زور ٹوٹنا شروع ہوا۔

الغرض ایک ڈیڑھ سال کے عرصے میں شیخ صاحب دو اہم مسائل کے بارے میں کافی ٹھنڈے پڑگئے قراءۃ خلف الامام کے مسئلے میں اتنا سخت تھے کہ شاید کسی ایسے استاد کا سامنا مجھے ہوا نہ ہو لیکن سری نماز میں پڑھنے کا قائل ہونا اپنے آپ کو ظاہر کیا اور میرے سامنے ہی بعض لوگوں کو ایسا ہی فتویٰ دیا دوسرا مسئلہ گاؤں میں جمعہ پڑھنے کا، شیخ صاحب کبھی ہمارے گاؤں میں جمعہ نہیں پڑھتے تھے بلکہ جمعہ کے لئے شہر میں چلے جاتے تھے۔ بلکہ درس خواہ تقریدوں میں بڑے زور شور سے گاؤں میں جمعہ پڑھنے کوناجائز کہتے تھے۔اس مسئلہ پر بھی کافی بحث ہوتی رہی۔ بعض ہم درس بھی میرے ہمدرد تھے اور دبی زبان میں تائید بھی کرتے تھے اور میں روایات تلاش کرکے ان کو دکھاتا تھا اور آپ وہی سلوک کرتے جو کہ پہلے مسئلہ میں کیا۔ آخر وہ وقت آیا کہ وہ وہیں گاؤں میں بظاہر جماعت کے ساتھ جمعہ پڑھنے لگے کسی جمعہ کے دن نماز کے بعد سنن دار قطنی سے روایات نکال کر میں نے ان کو پیش کیں تو کہنے لگے اب تو میں جمعہ پڑھتا ہوں! پھر بھی مجھے نہیں چھوڑتے ہو۔ الغرض اس طرح انہی، استادوں کے دور میں میری تعلیم مکمل ہوئی۔ کچھ عرصے بعد جب علم حدیث کے ساتھ لگاؤ ہوا تو علماء حدیث سے سند و اجازت لینے کا شوق ہوا اور علامہ شیخ

WWW.AHLULHADEETH.NET

ابو محمد عبدالحق بہاولپوری المہاجر المکی سے سند حدیث حاصل ہوئی۔ اور حدیث کی محبت میں امرتسر چلے گئے تو تقسیم ہند سے پہلے وہاں کے تین ممتاز علماء سے سند حاصل کی ایک شیخ الاسلام مفسر القرآن' امام المناظرین' علامہ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری اور عمدۃ العلماء فقیہ الوقت علامہ حافظ عبداللہ محدث روپڑی کو مسجد مبارک میں بخاری شریف کی دو تین حدیثیں سنائیں اور مدرسہ سلفیہ غزنویہ میں شیخ الحدیث و ماہر دیگر علوم صاحب زھد و تقوی علامہ ابواسحاق نیک محمد صاحب کے سامنے شیخ محمد حسین مھتمم مدرسہ کی موجودگی میں سنن ابوداؤد کی ابتدائی کچھ حدیثیں پڑھیں۔ شیخ صاحب نے امتحان کے طور پر کچھ سوالات کیئے جن کے جوابات عرض کیئے کچھ سالوں کے بعد شیخ الحدیث' محدث دوران فقیہ الوقت علامہ ابوسعید شرف الدین دھلوی ہمارے مدرسہ میں استاد بن کر آئے تقسیم ہند سے پہلے دہلی میں "پھاٹک حبش خاں" کے مدرسہ میں مدرس تھے وہیں ان سے ملاقات ہوئی تھی اور تعارف ہوا تقسیم کے بعد پاکستان تشریف لے آئے۔ اس وقت مدرسہ کا میں مھتمم تھا اور اس تعارف کی بناء پر خط لکھ کر تدریس کے لئے ان کو بلایا اور آپ مدرسہ میں تدریس کا کام سرانجام دیتے رہے۔ اسی اثناء میں ان سے بھی سند لینے کا شرف حاصل ہوا۔ شیخ عبید اللہ سندھی جوکہ کافی زمانے سے جلا وطن رہے قیام پاکستان کے بعد اپنے وطن واپس آئے۔ اور ہمارے آبائی گاؤں معروف پیر آف جھنڈہ' جس میں جدامجد سید رشد اللہ شاہ کے زمانے میں مدرسہ دارالرشاد کا مدرس رہا جس میں سکونت اختیار کی اور وہیں گاؤں سے باہر ایک درسگاہ قائم کرنے کا خیال کیااور طلباء کو قرآن مجید کا درس دیتے تھے جس طرح کہ ان کا اپنا نیا انداز تھا۔ چند طلباء کی معیت میں بھی ان کے درس میں جاتا تھا کچھ دنوں کے بعد وہاں پڑھانے کا سلسلہ بند کیا پھر وہیں گاؤں آنے والے طلباء کو درس دیتے تھے میں نے ان کو خط لکھا کہ ہم آپ کے درس سے استفادہ کرنا چاہتے ہیں تو آپ نے درخواست منظور کی اور روزانہ ہمارے گاؤں میں آتے تھے۔ میں اور بھائی صاحب اس کے آگے بیٹھتے تھے کبھی دیگر طلباء بھی آجاتے تھے کیونکہ ان کی آخری عمر کا حصہ تھا اس لیئے تھوڑے ہی دنوں تک یہ سلسلہ چل سکا۔ پارہ عم کی چند چھوٹی چھوٹی سورتوں پر اپنے انداز سے بیان دیتے تھے۔ فن اسماء الرجال کی طرف میرے رجحان کو دیکھ کر درس کے بعد اس فن کے متعلق مجھے خاص طور پر

WWW.AHLULHADEETH.NET

زبانی درس دیتے تھے لیکن اس میں بھی ان کا اپنا انداز تھا۔

سوال نمبر۵۔ آپ اپنی طالب علمی کے دور کے ماحول کے متعلق بتائیں کہ وہ دور آج کے دور سے کس حد تک مختلف تھا؟

جواب۔ اس وقت مدارس کم تھے لیکن پڑھنے پڑھانے کا شوق زیادہ تھا اور اب مدارس کافی ہیں لیکن شوق بہت کم۔ دور دراز سے تکلیفیں برداشت کر کے طلباء آتے تھے اور جس کو داخلہ مل جاتا تھا تو اپنے اوپر اراکین مدرسہ کا بڑا احسان جانتے تھے اور اب کوئی طالب علم مدرسہ میں داخل ہوتا ہے تو مدرسہ والے اس کا احسان سمجھتے ہیں میری ناقص رائے کے مطابق اس کے اسباب یہ ہیں۔

۱۔ دین کی محبت کم ہو گئی ہے اور تقویٰ اور خدا ترسی قریب قریب ختم ہو چکی ہے۔

۲۔ مادیت غالب آچکی ہے چونکہ دوسری تعلیم حاصل کرنے والوں کو وظائف ملتے ہیں اور اس کو سرکاری سرپرستی رہتی آرہی ہے اور ان کو شہادتیں اور ڈگریاں ملتی ہیں۔ اس وجہ سے وہ ملازمت میں لگ جاتے ہیں اور دینی تعلیم والوں کو یہ سہولتیں نہایت کم میسر ہیں اس لیئے پڑھنے والے زیادہ تر اسی طرف بھاگ دوڑ کر رہے ہیں۔

۳۔ استادوں میں بھی آج کل وہ خلوص نہیں رہا اس لیئے زیادہ تر آسائش پسند ہو گئے ہیں اور اسی دھن میں رہتے ہیں جہاں تنخواہ زیادہ ہو اور آسائش کے اسباب میسر ہوں اور کھانا اور رہنے کا مکان اچھا ہو اور پابندی کم اور آزادی زیادہ ہو اس لیئے اساتذہ کے لیئے آج کل کے مدارس کی حیثیت مارکیٹ سے کم نہیں۔

۴۔ اس زمانے میں طلبہ خواہ کسی بھی مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہوں، لیکن اکثر کو یہی خیال تھا کہ ہم علم میں کوئی مقام حاصل کریں اس لیئے ان کا زیادہ تر وقت ادھر ادھر گھومنے اور لغویات میں صرف کرنے کی بجائے مطالعے اور سبق دہرانے میں گزرتا تھا ہمیں یاد ہے کہ مغرب سے عشاء تک سبق کے مطالعے کی پابندی کرائی جاتی تھی مگر آج کل یہ حال ہے کہ نہ مطالعہ کا شوق اور نہ سبق دہرانے کا اور نہ اوقات مدرسہ کی پابندی کی جاتی ہے اکثر طلباء کو دیکھا گیا ہے کہ وہ آوارہ پھرتے رہتے ہیں اور یہ دینی علوم سے لگاؤ نہ ہونے کی واضح دلیل ہے۔

۵۔ نصاب کچھ ایسا رکھا گیا ہے جس سے طلباء میں علمی مہارت پیدا نہیں

WWW.AHLULHADEETH.NET

ہوتی خاص طور پر نحو و صرف میں بالکل پیچھے معلوم ہوتے ہیں اور طلباء بھی اس دھن میں ہیں کہ چند باتیں معلوم ہو جائیں تاکہ کسی مسجد کی خطابت مل جائے یا کسی اسکول میں عربی ٹیچری اور علی وجہ البصیرہ کہتا ہوں کہ ایسے لوگوں میں علمی لیاقت بہت کم ہوتی ہے- نہ عربی میں مضمون لکھ سکتے ہیں اور نہ عبارتوں کو صحیح پڑھ سکتے ہیں اور نہ کسی مسئلہ کے بابت قرآن و سنت سے دلائل حاصل کرسکتے ہیں چہ جائیکہ اس کی بابت رائے قائم کرسکیں- اس وقت قواعد صرف سطحی طور پر پڑھائے جاتے ہیں اس لیئے ان میں بالکل پیچھے رہتے ہیں مجھے مدارس میں کئی بار امتحان لینے کا موقع ملا ہے اور یہی نظر آیا ہے-

سوال- نمبر٦- آپ نے قرآن مجید کتنے عرصے میں یاد کیا اور کب یاد کیا اور آپ کو کتنی حدیثیں یاد ہیں؟

جواب- ۱۹۴۸ء میں یعنی تقسیم ہند سے ایک سال بعد تین ماہ کے عرصے میں مکمل یاد کرلیا- باوجود اس کے کہ اپنے مشاغل بھی جاری رکھے اور تبلیغی دورے بھی ہوتے رہے- مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ سورۃ نور میں نے اونٹ پر سوار ہونے کی حالت میں یاد کی اور یاد کرنے کا شوق تو اس سے دو تین سال پہلے ہی دامن گیر تھا مگر ایک تو مشاغل زیادہ تھے دوسری طرف یاد کرکے بھول جانے کا انجام بھی حدیثوں میں پڑھا تھا اس لیئے ہمت نہیں ہو رہی تھی چونکہ ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت کے تحت ہے جس کام کے لئے اس نے جو وقت مقرر کیا ہے' اس کے آگے پیچھے وہ کام نہیں ہو سکتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا مقرر کردہ وقت آیا تو میرے لیئے کام بالکل آسان ہوا اور ترمذی شریف میں جو دعاء **الحفظ** کا ذکر ہے اس عمل کو شروع کیا تو دن بدن یاد کرنا آسان ہوگیا- اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس ناچیز کی ہمت بڑھ گئی چنانچہ قابل ذکر بات یہ ہے کہ سورہ ہود سے آخر تک یاد کرنے کے بعد اوپر سے شروع کیا اور پہلا پارہ تو یاد کیا ہوا تھا گویا کہ پارہ سیقول سے سورۃ یونس کے آخر تک باقی تھا جو بھی تین تین دن میں' مائدہ دو دن میں' انعام اور اعراف تین تین دنوں میں باقی تین سورتیں انفال' توبہ اور یونس ایک ایک دن میں اور ان بیس دن میں کوئی ناغہ نہیں کیا اور میں یہ دعویٰ تو نہیں کرتا کہ میں حافظ ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کی اتنی مہربانی ہے کہ زندگی کے اکثر مسائل کے بابت احادیث بمعہ حوالہ کتب معلوم ہیں-

WWW.AHLULHADEETH.NET

سوال نمبر ۷۔ فارغ ہونے کے بعد آپ نے درس و تدریس کا کام کہاں شروع کیا اور کتنے عرصے تک جاری رکھا اور اب کیوں چھوڑ دیا ہے؟

جواب۔ طالب علمی کے زمانے میں بھی بعض طلباء کو میں پڑھاتا رہا۔ ابتدائی صرف ونحو کی کتابیں' حدیث کی بعض کتابیں مثلاً شمائل ترمذی وغیرہ پڑھاتا رہا فارغ ہونے کے بعد بھی جو طلباء آتے رہے ان کو پڑھاتا رہا لیکن کسی خاص مدرسہ میں مستقل طور پر استاد بن کر نہیں رہا البتہ اپنے آبائی مدرسے میں ایک دو سال تک کچھ کتابیں پڑھاتا رہا جب سے سعید آباد کے قریب میں نے گاؤں آباد کیا اور المدرسۃ المحمدیہ کے نام سے ایک درس گاہ قائم کی جس میں چند سال آخری جماعت کے طلباء کو پڑھاتا رہا۔ پھر چند سالوں کے لئے میں سعودی عرب چلا گیا اور وہاں مکہ مکرمہ میں عام طلباء کو تفسیر ابن کثیر اور صحیح بخاری کا درس دیتا رہا۔

اسی اثناء میں دارالحدیث مکہ کی طلب پر تقریباً ایک سال تک مدرس اور پھر دورہ حدیث پڑھاتا رہا۔ پھر شیخ عبداللہ بن حمید رئیس مجلس القضاء الاعلیٰ کی طلب پر معھد الحرم میں تقریباً دوسال تک مدرس رہا۔ وہاں سے پاکستان واپس آنے کے بعد اب مستقل تدریس کا کام نہیں کرتا بلکہ کوئی پڑھنے والا آتا ہے تو باوجود مصروفیت کے اس کو پڑھاتا ہوں۔

سوال نمبر ۸۔ آپ کے تلامذہ کی تعداد کتنی ہے اور وہ دین کی خدمت میں مصروف ہیں یا نہیں؟

جواب۔ شاگرد تو بے شمار ہیں۔ پاکستان کے علاوہ عرب ممالک میں بھی کافی تعدا میں ہیں۔ سب کا ذکر کرنا تو ناممکن ہے بعض کا ذکر کرتا ہوں۔ مولوی محمد صالح گوپانگ اور اس کا فرزند مولوی عبدالعزیز دونوں گوٹھ آرائیں ضلع سکھر کے ایک مدرسے میں تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں۔ مولوی فیض اللہ خارانی لاڑکانہ میں خطابت و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں ۔ اسی طرح مولوی محمد عالم گوپانگ گوٹھ حاجی محمد عالم نزد ٹنڈو الہ یار میں خطیب و مدرس ہیں۔ مولوی عبداللہ صاحب نھڑیو مدرسہ تعلیم القرآن و الحدیث لیاقت کالونی حیدرآباد میں مدرس ہیں۔ مولوی عبدالرزاق سیال صاحب نیو سعید آباد میں خطیب ہیں۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

مولوی عزیز اللہ بگھیو لطیف آباد میں خطیب ہیں۔ شیخ محمد موسیٰ افریقہ میں مدرس ہیں۔ مولوی محمد قاسم اور مولوی محمد اسحاق خاص خیلی دونوں ہمارے مدرسے میں مدرس ہیں۔ شیخ عبداللہ کندھ کوٹی کراچی میں خطیب ہیں۔ شیخ وصی اللہ ندوی ہندستانی معھدالحرم مکہ مکرمہ میں استاد ہیں شیخ عبدالقادر حبیب اللہ سندھی الجامعۃ مدینہ منورہ میں استاد ہیں شیخ حافظ فتحی محمد جوکہ حرم مکہ میں واعظ اور مدرس ہیں شیخ علی عامر یعنی مدیر دارالحدیث مکتۃ المکرمہ شیخ حمدی سلفی العراقی جو کہ آج کل حدیث کے بہت بڑے دیوان المعجم الکبیرالطبوانی کی تخریج اور تحقیق کرکے اس کے شائع کرنے میں مصروف ہیں۔ جس کی بارہ جلدیں اور پھر سترہویں جلد ہم تک پہنچی ہیں۔ شیخ عبدالعزیز جو کہ مدرسہ پشاور میں شیخ الحدیث ہیں اور کئی کتب کے مصنف ہیں۔

سوال نمبر۹۔ تبلیغ کاکام آپ نے کب سے شروع کیا تبلیغ دین میں کیا دشواریاں پیش آئیں آپ نے ان کو کس طرح حل کیا تفصیل سے بتائیے؟

جواب۔ جب ہم فارسی پڑھ رہے تھے تو اس زمانے میں یہ انتظام تھا کہ ہر جمعرات کو ظہر کی نماز کے بعد تقریروں کی مشق کرائی جاتی تھی مجھے یاد ہے کہ ایک مجلس میں میں نے سورۃ اخلاص کا ترجمہ سنایا تھا سب سے پہلی تقریر مجھے یاد ہے کہ جب میری عمر ۱۳۔ ۱۴ سال کے درمیان تھی نماز جمعہ کے بعد مجھے زبردستی منبر پر کھڑا کردیا گیا ایک طرف علمی بے بضاعتی دوسری طرف لوگوں سے شرم کی بناء پر بولنے کی جرات نہیں تھی۔ لوگوں کے اصرار پر خطبہ مسنون کے بعد سورۃ مومنون کی ابتدائی آیات پڑھ کر ان کی حسب حال تشریح بیان کی جس سے حاضرین بہت متاثر ہوئے اور جناب فضیلتہ الشیخ بھائی صاحب نے انتہائی شفقت و محبت سے خوشی کا اظہا کیا اور داد دی۔ اس کے بعد سلسلہ جاری رہا اور اسی سلسلہ سے بعض اہم آیات اور احادیث کے یاد کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی اور تھوڑے ہی عرصے میں ارد گرد کے گوٹھوں اور شہروں میں خطبہ جمعہ کا سلسلہ شروع کیا اور پھر اجلاسوں میں خطاب کرنے کا موقع ملا۔ جو کہ اب تک جاری ہے۔ چوں کہ ہماری دعوت توحید و سنت کی اشاعت اور شرک و بدعت کی تردید سے شروع ہوئی اور اسی موضوع کے لیئے وقف تھی اسی لیئے مخالفت کا سامنا ہونا لازمی تھا۔ ہمارے ملک میں پیری مریدی کا گھیرا تھا

WWW.AHLULHADEETH.NET

اور جگہ جگہ پیروں کی گدیاں آباد تھیں۔ اسی طرح کئی سال سے لوگوں پر تقلید کا جمود طاری تھا۔ باندریں حالت توحید و سنت کی دعوت دینا اور شرک و بدعت کے خلاف آواز اٹھانا کتنا مشکل اور کٹھن کام ہے یہ محتاج بیان نہیں۔

پیروں نے زور شور سے مخالفت کی اور برادری والوں نے تو یہ کہا کہ اس نے حافظ دیوان پڑھا ہے اس لیئے اس کا دماغ خراب ہوگیا ہے اور مولوی صاحبان تو آگ بگولہ ہوگئے کہیں سے فتوٰی لگ رہا ہے اور کہیں سے دھمکیاں آرہی ہیں۔ وفد کی صورت میں لوگوں کے پاس جارہے ہیں کہ اس کی بات نہ سنو یہ دین سے نکل چکا ہے۔ خود گمراہ ہے اور تمہیں بھی گمراہ کرے گا میں کسی کی طرف توجہ نہیں دیتا تھا اور ان کے ساتھ کسی قسم کے تعارض کے بغیر اپنے مشن پر کار بند رہا ور جو آکر گفتگو کرتا میں اس کو دلائل سے سمجھاتا تھا۔ سب سے بڑا اعتراض یہ تھا کہ تم اپنے آباء و اجداد کے طریقے کے خلاف کرتے ہوئے لیکن الحمد للہ ہمارے پاس ان کی ملفوظات محفوظ تھیں جن سے ان کو ثبوت دکھانے پر وہ خاموش ہوجاتے تھے اور کبھی تو عاجز ہوکر کہتے کہ تمہاری بات حق ہے لیکن چوں کہ اکثریت کے خلاف ہے اور اس قسم کے عمل سے لوگوں کو نفرت ہے لہٰذا ان سے پرہیز کیا جائے۔ میں ان کو سلف صالحین کی استقامت کی مثال دے کر خاموش کر دیتا تھا۔ پیروں اور ان کے مریدوں سے طرح طرح کی تکالیف پہنچائی جاتی تھیں۔ بعض واقعات کی طرف اشارہ کرتا ہوں:۔

۱۔ ان تکالیف کی بناء پر میں نے اپنا آبائی گاؤں چھوڑ کر دوسرا نیا گاؤں آباد کیا اور اس ہجرت کے دوران جن آزمائشوں کا سامنا ہوا ان کا ذکر مناسب نہیں سمجھتا۔

۲۔ میرے گاؤں آباد کرنے کے بعد وہاں سے نکالنے کی کوشش کی گئی۔ قانونی اور غیر قانونی حربے استعمال کئے گئے اور میرے پاس جواب کی صرف دو صورتیں تھیں حسب استطاع مدافعت کرنا' اللہ تعالٰی سے دعائیں کرتے رہنا۔ بالا آخر اس معاملے میں جن پریشانیوں کا سامنا تھا ان کو اللہ تعالٰی ہی جانتا ہے۔ بالا آخر اللہ تعالٰی نے شاندار اور نمایاں فتح نصیب فرمادی۔ جس سے مخالفین کی آنکھیں کھل گئیں وللہ الحمد۔

۳۔ پھر ایسے مخالف تیار کیئے گئے جن کی طرف سے قتل کی دھمکیاں دی گئیں اور ایسے خطوط بھی لکھے گئے۔ اور جھوٹے اور ناجائز مقدموں کے

WWW.AHLULHADEETH.NET

ذریعے ستایا گیا لیکن اللہ تعالیٰ سب کی کوششوں کو ناکوم کرتا گیا اور اپنی توحید اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے خادم کو صبر کے ساتھ عزم بخشارہا اور پھر مشکل میں حفاظت کرتا رہا اور کامیابی بخشا رہا۔

ان مراحل سے پار ہونے کے بعد ان لوگوں نے ظاہری مخالفت کرنا چھوڑدی اور جب ملتے تو خوشامد کرتے۔ غائبانہ شکایت کرتے اور غصہ اور بھڑاس نکالتے اور خفیہ طور پر لوگوں کو مخالفت کرنے پر اکساتے اور ان کی مہربانی اب تک جاری ہے۔ لیکن میرے دل میں سب کا یہ جواب ہے۔ افوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔

۴۔ کئی بار حکومت کی طرف سے پابندیاں ڈلوائی گئیں۔ مثلاً فلاں ضلع میں داخلہ ممنوع ہے یا اتنی مدت تک تم تقریریں نہیں کرسکتے وغیرہ لیکن ہم دوسرے اضلاع میں کام کرتے رہے۔ اور مخالفین کی ان کوششوں کے باجود لوگوں کو سننے کا شوق بڑھتا گیا بلکہ کوشش کرکے حکام تک پہنچتے اور ان کو حقیقت سمجھاتے۔ بعض اوقات حکام میری ٹیپ شدہ کیسٹ منگا کر سنتے اور ان پر سے مخالفین کا غلط اثر ڈالا ہوا ختم ہونے گا۔ اسی طرح آہستہ آہستہ پابندی کا سلسلہ بھی ختم ہوا۔

۵۔ آج سے پہلے دس بارہ سال کی بات ہے کہ میہڑ ضلع دادو میں صرف ایک اہل حدیث تھا۔ ہم ضلع لاڑکانہ کے دورے پر تھے کہ اس وقت ایک جماعتی نے مطالبہ کیا کہ ہم میہڑ جائیں۔ پھر ہم وہاں پہنچے۔ رات کو تقریر شروع ہوئی جو خالص توحید پر اور وسیلہ کے رد میں تھی۔ ابھی ایک گھنٹہ ہی گزرا تاکہ ایک سید جو کہ شہر کا چیئرمین تھا وہ غصہ میں بڑبڑاتا ہوا سیدھا میرے پاس آیا۔ پہلے مجھے دبایا پھر آگے سے لاؤڈ اسپیکر بند کردیا اور اعلان کیا کہ یہاں کوئی جلسہ نہیں ہوسکتا اور ہمارے پاس سوائے خاموشی کے اور کوئی چارہ نہ تھا۔

چند ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ نے ان سے انتقام لیا اور تھوڑے ہی عرصے میں بڑے ایک جرم میں گرفتار ہوا اور کافی عرصے تک جیل میں رہا اور ملاقاتیوں سے اقرار کیا کہ میں نے تقریر سے روکا تھا جس میں صرف قرآن ہی پڑھا جارہا تھا مجھے اس کی سزا مل رہی ہے۔

۶۔ ٹنڈو اللہ یار ضلع حیدرآباد کے قریب ایک مزار ہے جو کہ

WWW.AHLULHADEETH.NET

"گاڑھو" (سرخ) صدر کے نام سے مشہور ہے۔ وہاں میلا لگتا ہے اور عورتیں جمع ہوتی ہیں اور کافی پوجا پاٹ بھی ہوتی ہے۔ اس کے قریب ایک گاؤں کے وڈیرے کے اہل حدیث ہونے کی بنا پر کئی بار خطاب کرنے کا موقع ملا جس میں اس مزار والے گاؤں کے بھی چند لوگ آجاتے تھے۔ خود مزار والے گاؤں کے بعض لوگوں نے ایسی خواہش کا اظہار کیا آخر ایسے دن پروگرام رکھا گیا جس دن ان کا سالانہ میلہ ہونے والا تھا۔ جب وہاں جانے کا اعلان ہوا تو مزار کے محافظین وڈیروں کی طرف سے کافی دھمکیاں ملنی شروع ہوئیں اور اس پروگرام کے موقع پر ان لوگوں نے بہت سارے مسلح لوگ حملہ کے لیئے جمع کرلیئے مگر توحید و سنت کی برکت یہ ہے کہ جب ہم وہاں پہنچے اور تقریر شروع ہوئی تو کسی کو بھی حملہ کرنے کی جرات نہیں ہوئی اور وہی حملہ آور قریب ہی بیٹھ کر ہمارا پروگرام سننے لگے اور بلکہ پروگرام کے بعد ان کے کچھ افراد نے ہماری تائید کی اور حق کی شہادت دی کہ حق یہ ہی ہے جو اس مولوی نے کہا ہے۔

ٹنڈو مٹھا خان ضلع سانگھڑ کے قریب ایک گاؤں **"مھوجی بھٹ"** کے نام سے مشہور ہے۔ اسی ٹیلہ پر ایک شخص نے ایک مصنوعی قبر بنائی اور کہنے لگا کہ مجھے اشارہ ہوا ہے کہ یہاں ایک ولی اللہ ہے اور وہاں پوجا کا سلسلہ شروع ہوا ور ہفتہ وار اجتماع ہوتا رہا۔ میں چند لوگوں کے ساتھ وہاں پہنچا اور اس کو بہت سمجھایا لیکن وہ نہ مانا۔ میں نے اس سے مخاطب ہو کر یہ آیت پڑھی **وانظر الی الٰھک الذی ظلت علیہ عاکفا لنحرقنہ ثم لننسفنہ فی الیم نسفا انما الٰھکم اللہ الذی لا الٰہ الا ھو وسع کل شیئٍ علما** (طٰہٰ آیت ۹۸)۔

اور ہم نے اس قبر کو ڈھانا شروع کیا اس کو ختم کرکے چلے گئے۔ وہ ایک کونے میں بیٹھ کر رو رہا تھا ہمارے جانے کے بعد اس شخص نے ہمارے بعض مخالف اہل بدعت اور با اثر لوگوں کی مدد سے ہمارے خلاف کیس داخل کردیا لیکن ہمارے ایک دوست جو کہ کافی اثرسوخ والا اور کچھ توحید کا رنگ بھی اس پر چڑھا ہوا تھا نے غائبانہ کوشش کرکے اس معاملے کو ختم کرادیا۔ اسی اساس پر یہاں کوئی قبر نہ تھی بلکہ جعلی معاملہ ہے اور کھانے پینے کے لئے حیلہ بنایا گیا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء

۸۔ اسی طرح ہمارے گاؤں کے قریب ایک قبرستان ہے جس میں ایک مزار ہے جو کہ شاہ عبدالرحمٰن نامی کسی بزرگ کی بتائی جاتی ہے جہاں پر ہر

WWW.AHLULHADEETH.NET

مہینے کی چودھویں شب میلہ لگنا شروع ہوا۔ اور جن نکلوانے کے بھانے سے کئی عورتیں وہاں جمع ہوتی تھیں طلباء کی ایک جماعت لے کر ہم اجتماع والی رات کو وہاں پہنچے اور اجازت لینے کے بعد میں نے دو گھنٹے تقریر کی جس میں توحید کے مسائل اور شرک و بدعت اور رسومات جو میلوں کے اندر کی جاتی ہیں ان کی تردید کی لیکن جو اس اجتماع کا بڑا یعنی انتظام کرنے والا تھا اس نے سخت مزاحمت کی بلکہ انتہائی فاحش گالیوں کی بوچھاڑ ہم پر کردی۔ اور ہم خاموشی سے سنتے اور اس کو مسائل سمجھاتے رہے۔ بالآخر وہ اپنے ساتھیوں سمیت لڑنے کے لئے تیار ہوا جب ہم سب کو لڑنے کے لئے تیار دیکھا تو ان پر رعب چھاگیا اور ان کو لڑنے کی ہمت نہ رہی۔

صدق اللہ سبحانہ و تعالیٰ سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا باللہ مالم ینزل بہ سلطانا (آل عمران) اور اس تقریر کا یہ اثر ہوا کہ اس مخالف کا بڑا ساتھی جو کہ ہر چودھویں تاریخ ذبح کرنے کے لئے گائے پیش کرتا تھا اس نے بالکل توبہ کردی اور جانور دینے سے انکار کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اسی رات کے بعد آج تک پھر وہاں کوئی اجتماع نہیں ہوا اس کو تقریبا چوتھائی صدی ھجری کا زمانہ گذر چکا ہے۔ اور اس ظالم لڑنے والے کو اللہ تعالیٰ نے بہت سخت پکڑا کہ الامان و الحفیظ اور ایسی ایسی مصیبتیں اس پر آئیں جن کو یاد کرتے ہوئے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں۔

۹۔ ہم سے پانچ سات میل دور جمالی بلوچ کا گاؤں ہے جو محمد عثمان جمالی صوبیدار کے نام سے مشہور ہے کچھ لوگ جماعتی تھے جن کی خواہش پر وہاں تقریر کرنے کے لئے پہنچے۔ گاؤں کی مسجد میں پروگرام رکھا گیا تھا وہاں گاؤں میں اکثریت اہل بدعہ کی تھی۔ انہوں نے مسجد یا اوطاق میں تقریر کرنے سے منع کردیا جماعت والوں نے زور لگایا تو وہ لڑنے کو تیار ہوگئے اور لاٹھیاں اور کلہاڑیاں مسجد میں لے کر جمع ہوگئے جماعت والے لوگوں نے کہا کہ لڑیں گے اور ضرور تقریر کروائیں گے۔ آج ہماری قربانی کا دن ہے میں نے انہیں منع کیا اور صبر کی تلقین کی اور سمجھایا کہ ہمارا کام دعوت دینا ہے اور لڑنے سے ہماری مشن کو نقصان پہنچے گا جس پر ایک جماعتی بنام حاجی خان محمد نے یہ پیشکش کی کہ میں اپنا گھر خالی کرواتا ہوں وہاں تقریر ہو جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا اور بعض مخالفین بھی تقریر سننے آئے اس واقع کا بہت اچھا اثر ہوا جماعت کی کافی تعداد وہاں بڑھی اور مخالفت کا زور وہاں ٹوٹ گیا اور کئی بار اس گاؤں میں جلسے ہوئے۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

۱۰- ضلع سانگھڑ میں ایک مقام پر سندھ کے کسی بہت بڑے پیر نے اپنے مریدوں کو زیارت کروائی مریدوں نے اس مقام کو باڑھ (کانٹوں سے دیوار) لگادی اور مرید اس جگہ کی زیارت کرنے کے لئے آئے تھے وہاں بڑی تعظیم ہوتی تھی۔ اور کبھی کبھی وہاں آکر نفل پڑھتے تھے اور دعائیں مانگتے تھے۔ اور اس جگہ کو قبولیت کا سبب جانتے تھے جب ہمارا وہاں سے گزر ہوا پوچھنے پر لوگوں نے مجھے حقیقت بالا بتائی میں نے اس وقت جماعتیوں کو اس کو جلانے کے لئے کہا ور الحمد اللہ اس کو جلا دیا گیا۔ اس وقت پیرصاحب کے مرید بہت ناراض ہوئے اور کئی قسم کے برے ارادے بھی کیے مگر اللہ تعالیٰ نے اس فتنہ کو نہایت حکمت سے ٹال دیا۔ اس طرح اس پیر اور ان کے مریدوں کو اپنے کسی کام کے لئے میری محتاجی پیش آئی چنانچہ انہوں نے اس کام کے لئے میری طرف رجوع کیا اسی طرح وہ مخالفت ختم ہوگئی والحمد للہ۔

۱۱- کراچی نئی کلری میں رات کے وقت اجلاس کو خطاب کرنے کے لئے ایک اجلاس ہوا وہاں پہنچا میں نے تقریر شروع کی کچھ دیر میں ایک آدمی مجمع میں آیا بعض مقامی جماعتیوں نے اس کو مشتبہ سمجھ کر پکڑ لیا تلاشی لینے پر اس سے پستول نکلا اور اس کو پولیس کے حوالے کردیا گیا۔

۱۲- لاڑکانہ میں جب پہلا اجلاس ہوا اس وقت جماعت کی تعداد بالکل تھوڑی تھی اس وقت جتنے گدی نشین پیر تھے اپنے مریدوں کے پاس سمجھانے گئے کہ ان کے جلسہ میں نہ جائیں یہ معاذ اللہ گستاخ رسول ہیں۔ اور اولیاء کے دشمن ہیں ان کی تقریر سنو گے تو کافر ہوجاؤ گے ۔ جب میں لاڑکانہ پہنچا تو پیروں کی سخت پروپیگنڈا کی وجہ سے جماعتیوں کو بہت مایوس پایا اور کہنے لگے کہ شاید لوگ کم آئیں اور ہمارا جلسہ ناکام ہوجائے میں نے انہیں تسلی دی کہ ایسا نہیں ہوگا۔ بلکہ اس پروپیگنڈہ کی بناء پر لوگ زیادہ ہی آئیں گے اور کئی اس بناء پر آئیں گے کہ دیکھیں کہ کس قسم کی گستاخیاں ہوتی ہیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جس باغ میں جلسہ ہورہا تھا وہ سارا الحمداللہ بھر گیا اور کوئی ناخوشگوار واقعہ نہیں ہوا۔ اور کئی لوگ اہل حدیث کو اچھا سمجھنے لگے۔ اور پیروں کے پروپیگنڈہ کو محض تعصب پر مبنی سمجھا۔ اسی شہر میں ایک جلسے میں وہاں کے ایک مشہور بڑے پیر کے مرید نے پہلے تو آواز سے کہنا شروع کیا کہ تم جھوٹے ہو وغیرہ وغیرہ پھر برے ارادے سے اندر گھس آیا جماعت کے ایک شخص نے اس کو دیکھ لیا جب وہ سامنے آیا تو وہ شخص غائب ہوگیا۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

سوال نمبر۱۰۔ آپ نے آج تک کتنے مناظرے اور کن کن مولویوں کے ساتھ اور کہاں کہاں اور کن مسائل پر کیئے ہیں۔ اور ان کا آخری حل کیا نکلا؟

جواب۔ طالب علمی کے زمانہ میں مولوی محمد خلیل صاحب سے کافی بحث مباحثہ ہوتا رہا تقلید، قرآت خلف الامام، الجمعتہ فی القری وغیرہ مسائل زیر بحث ہوتے تھے اس کے بعد سب سے پہلا مناظرہ شہر کھپرو ضلع سانگھڑ میں ہوا تھا اس مناظرہ میں چار موضوع رکھے گئے۔ میلاد (عرس)، گیارہویں، نذر غیر اللہ کرامات الاولیاء ایک طرف میں مناظر تھا اور عرب عبدالعزیز بھی آیا تھا اور مخالفین کی طرف سے مولوی گل محمد موچی اور مولوی فتح محمد بوزدار وغیرہ علماء تھے مگر پہلے ہی مسئلے پر وہ ہار کھاکے چلے گئے واقعہ مناظرہ وہاں کے لوگوں نے رسالہ کی شکل میں بنام "فتح اسلام" شائع کروایا جس کا مختصر خلاصہ یہ ہے کہ پہلے عرب صاحب نے مختصر تقریر کی اس کے بعد مولوی گل محمد صاحب کھڑا ہوا اور وہ آیات پیش کیں جن میں خیرات و صدقات اور مسکین کے کھانے کھلانے کا ثواب مذکور ہے۔ میں نے جواب میں کہا کہ یہ سارے دلائل موضوع سے باہر ہیں۔ مسکینوں کو کھلانا یا خیرات وغیرہ کا کوئی مخالف نہیں ہے۔ بحث اس میں ہے کہ آپ نے جو یہ رسم نکالی ہے۔ معین وقت پر اور خاص قسم کی دعوت اور یہ بھی کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ولادت کی خوشی مناتے ہیں۔ اس لیئے ثبوت دیں اگر یہ بھی ایسی ہی خیرات ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بابت ترغیب دلاتے اور آپ کے صحابہ جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی محبت رکھتے تھے، ان میں کسی نے بھی کوئی ایسی رسم نہ آپ کی زندگی میں ادا کی، نہ آپ کے بعد اگر یہ بھی خیر کا کام ہے تو یہ لوگ اس نعمت سے کیسے محروم رہتے! حالانکہ وہ لوگ ہر کام میں ان سے پیش پیش تھے۔ اس کا جواب مولوی صاحب کوئی دوسرا تو نہیں بتاکے کہنے لگے کہ کیونکہ آپ کی ولادت کے وقت صحابہ موجود نہیں تھے پھر وہ کیسے کرتے؟ میں نے اٹھ کر کہا کہ جناب! جو لوگ آپ کی صحبت میں رہے، زیارت کی صرف ولادت کے وقت نہ ہونے کی وجہ سے یہ کام نہیں کرسکتے؟ ہم جو کہ کئی صدیوں کے بعد آئے ہم کو کیا حق ہے؟ اگر آپ کے

WWW.AHLULHADEETH.NET

پاس کوئی ثبوت ہے تو پیش کریں؟ مولوی صاحب اٹھ کر کہنے لگے میں ثبوت پیش کرتا ہوں عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے آسمان سے مائدہ (تیار کھانے) کے نزول کا مطالبہ کیا اور وہ مطالبہ منظور ہوا اور عیسائی اب تک اس دن کو مناتے ہیں۔ جبکہ اللہ تعالٰی نے ہم پر مہربانی کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نعمت عطا کی۔ ہم اس دن کو کیوں نہ منائیں؟ میں نے اٹھ کر حاضرین کو خطاب کیا کہ مولوی صاحب نے خود ہی فیصلہ کردیا کہ یہ عیسائیوں کی رسم ہے' مسلمانوں کی نہیں۔ مولوی صاحب کو چاہیئے کہ اس امت سے ثبوت پیش کریں۔ مولوی صاحب اٹھ کر کہنے لگے کہ ابولہب نے آپ کی ولادت پر اپنی لونڈی آزاد کی بعد میں خواب میں دیکھا گیا وہ اس برکت سے اپنی انگلیوں سے شہد اور دودھ چوس رہا ہے۔ میں نے اٹھ کر جواب دیا یہ بھی تو ابولہب کا مذہب ہے! مسلمانوں کا نہیں۔ پھر یہ خواب کا واقعہ ہے اس کے بعد مولوی صاحب نے خاموشی اختیار کی۔اس کے بعد مولوی صاحب فتح محمد بوزدار زور سے کہنے لگے کہ مسلمانو! عرس جائز ہے اور دلیل میں یہ آیت پڑھی لن تنالوا البر حتی تنفقوا الخ ترجمہ: یہ کیا کہ نیکی کو نہیں پہنچو گے جب تک اپنے پیارے مال سے عرس نہ کرو۔ میں نے اٹھ کر جواب میں کہا مولوی صاحب نے قرآن شریف کا ترجمہ غلط کیا ہے بلکہ تحریف کی ہے اور اگلے یہود علماء کی پیروی کی ہے اس پر حاضرین نے مولوی صاحب پر سخت ملامت کی اور اس پر مناظرہ ختم ہوا۔

شہر وہاڑی (پنجاب) میں جلسہ کے بعد بعض مولویوں نے مناظرہ کا خیال کیا آخر جلسہ گاہ میں مسئلہ فاتحہ خلف الامام پر مناظرہ ہوا۔ میں نے اپنی تقریر میں یہ کہا کہ ہمارے دلائل خاص ہیں اور انہیں سورۃ فاتحہ کے پڑھنے پر اور اس کے بغیر پڑھنے کے نماز نہ ہونے پر صریح حکم ہے۔ آپ جو بھی دلائل پیش کریں گے وہ مطلق ہونگے۔ جس سے آپ عام قرأت مراد لیتے ہیں اور جمیع فقہاء اس پر متفق ہیں کہ تعارض کے وقت خاص عام پر مقدم ہوتا ہے۔ اس لیئے اس مسئلہ پر گفتگو کے لیئے آپ ہمارے سامنے کھڑے ہونے کے قابل ہی نہیں۔ پہلے ایسی روایت پیش کریں جس میں خاص فاتحہ پڑھنے کی منع ہو تو پھر بحث کی صورت بن سکتی ہے۔ کیونکہ جب تک

WWW.AHLULHADEETH.NET

تعارض متصور نہیں مناظرہ کیسے ہوگا۔ جب تعارض واقع ہو پھر مناظرہ کیاجائے گا کہ کس طرف دلیل صحیح ہے اور کس طرف غیر صحیح اور کس طرف راجح اور کس طرف مرجوح یہ ثانوی مسئلہ ہے اولین مسئلہ یہ ہے کہ کوئی خاص دلیل پیش کریں اس کے بعد جواب میں وہی پرانی روائتیں قرآنی آیت اذا قراء فانصتوا اور قراءۃ الامام لہٗ قراءۃ اور سورۃ اعراف کی آیت واذا قرء القرآن پیش کرنے لگا اور کہنے لگا کہ ان میں حکم قراءۃ نہ کرنے کا ہے جو فاتحہ اور غیر فاتحہ سب کو شامل ہے۔ میں نے اٹھ کہ کہا یہی عموم ہے۔ کہ اس میں ہمارے پاس اس عام کے مقابلے میں خاص ہے۔ اس لیئے وہ مقدم ہوگا اور فاتحہ اس سے مستثنیٰ ہوگی۔ اس نے پھر وہی باتیں کیں دوچار بار اس نے ایسا کہا میں نے آخر یہ کہا کہ لوگ گواہ ہیں کہ میرا سوال اپنی جگہ پر قائم ہے آپ کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کرسکتے جس میں خاص فاتحہ کی منع ہو۔ اور میں اعلان کرتا ہوں کہ اگر مولوی صاحب کوئی ایسی حدیث پیش کرے جو صریحًا مقتدی کو فاتحہ سے منع کرے تو مولوی صاحب کو میں دس ہزار روپے انعام دوں گا۔ اس پر مولوی صاحب خوش ہوکر کہنے لگے کہ دس ہزار نکالو تو ہم دکھادیں گے۔ میں نے کہا کہ میرا مطالبہ دکھانے کا ہے۔ اس لیئے پہلے دکھاؤ اس طرح دو چار دفعہ باتوں کی لے دے ہوئی میں مطالبہ کررہا ہوں وہ پہلے مانگ رہا ہے تو اچانک حاضرین میں سے ایک آدمی چیک لے کر اسٹیج پر پہنچ گیا یہ لو دس ہزار کا چیک میں نے دستخط کردیئے اب جس حدیث کا مطالبہ ہے وہ پیش کرو مولوی صاحب وہیں خاموش ہوکر بیٹھ گئے اور مناظرہ ختم ہوگیا۔

شہداد کوٹ ضلع لاڑکانہ میں ایک رات جلسہ ہوا میں نے خطاب میں خاص طور پر مسئلہ توسل کی تردید کی وہاں ایک مشہور درسگاہ ہے جس کے مدرسے کے مدرس نے صبح کو مناظرہ کے لئے چیلنج کہلواکے بھیجا جو ہم نے منظور کیا شہر کی پولیس اسٹیشن کی مسجد میں مناظرہ مقرر ہوا ہر ایک کے لئے پانچ پانچ منٹ کا وقت مقرر ہوا مولوی صاحب نے وابتغوا الیہ الوسیلۃ الخ والی آیت پڑھی اس پر میں نے کہا کہ وسیلہ کے معنی یہاں نزدیکی ہے۔ توسل الیہ تقرب الیہ یہ تو خود نزدیک ہونے کا حکم ہے نہ کہ کسی نزدیک شخصیت کا وسیلہ لینے کا بلکہ خود قریب ہونے کا حکم اس حکم کو رد کرتا ہے کہ

WWW.AHLULHADEETH.NET

دوسرے کو وسیلہ بنایا جائے۔ آپ کوئی ایسی دلیل پیش کریں جس میں شخصی وسیلہ کا ذکر ہو اور حاضرین نے بیک آواز کہا کہ یہاں ایسی ہی دلیل ہونی چاہیے۔ مولوی صاحب نے چند مرتبہ دلائل پیش کرنے کی کوشش کی بار بار میں نے یہی کہا کہ اس میں شخصی وسیلہ نہیں ہے۔ بالا آخر مولوی صاحب کے منہ سے نکل گیا' کہ اس طرح شخصی وسیلہ کے بارے میں کوئی دلیل نہیں ہے! اور خاموش ہوگئے۔

اس طرح مکہ معظمہ میں ایک دعوت پر شیخ یحییٰ کے ساتھ رکوع میں ملنے سے رکعت ہوتی ہے یا نہیں؟ اس پر مناظرہ ہوا۔ میں نے کہا کہ فاتحہ فرض ہے یا قیام فرض ہے؟ اور ایک فرض جانے سے رکعت نہیں ہوتی تو دونوں کے جانے سے کیسے ہوسکتی ہے؟ تو شیخ صاحب نے یہ دلائل پیش کیئے اور کہا کہ ابوداؤد میں حدیث ہے کہ من ادرک الرکوع فقد ادرک الرکعۃ اور پھر ابوبکرۃ والا واقعہ پیش کیا اور کہا کہ بلا شک حدیث لاصلواۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب فاتحہ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہے۔ لیکن یہ دلائل مدرک رکوع سے خاص کرتے ہیں۔ میں نے جواب میں کہا کہ جو ابوداؤد کے حوالے سے روایت نقل کی ہے وہ ان الفاظ کے ساتھ ابوداؤد میں نہیں ہے بلکہ حدیث کی کسی کتاب میں نہیں ہے اور ابوبکرۃ کا واقعہ اس میں یہ نہیں ہے کہ اس نے رکعت نہیں لوٹائی لہٰذا یہ دلیل ناقص ہے۔ رہا استثناء کا سوال تو وہ موقوف ہے۔ اس پر کہ اس کے لیئے کوئی واضح اور صحیح دلیل ہو۔ اس کے بغیر صحیح حدیث کی استثنیٰ جائز نہیں اس پر شیخ صاحب نے کہا کہ میں مزید تحقیق لکھ کر بھیج دونگا اور آپ اس کا جواب بھیجیں اس نے جو تحریر بھیجی اس میں اس روایت کا نام نہیں تھا جو کہ بحوالہ ابوداؤد پیش کی۔ میں نے اس کے جواب میں رسالہ بنام "اللمعۃ فی ان مدرک الرکوع لیس من الرکعۃ" لکھ کر بھیج دیا اس رسالہ کے وہاں لوگوں نے ہاتھ کے ٹائپ پر کئی نسخہ چھاپ کر تقسیم کیئے اور یہ رسالہ ہندوستان میں بنارس سے شائع ہونے والے مجلہ عربی "الجامعۃ السلفیہ" مجریہ محرم ۱۳۹۸ھ المطابق جنوری ۱۹۷۸ء ص۳۹ سے ص ۴۹ العدد والادل المجلۃ العاشر میں بھی شائع ہوا تھا۔

دریاخان مری ضلع نوابشاہ مدرسہ انوار الرحمان کے صدر مدرس مولوی

WWW.AHLULHADEETH.NET

عبدالرحمان صاحب میرے پاس تقلید پر مناظرہ کرنے کے لئے آئے۔ اس نے گفتگو اس طرح شروع کی کہ آپ لوگ تقلید کے قائل کیوں نہیں اور اس کو کیوں نہیں ضروری جانتے؟ میں نے جواب میں کہا کہ تقلید کی تعریف آپ کے **فقھاء** نے یہ کی ہے کہ "اخذ القول من غیر معرفۃ دلیل قائلہ" اور دلیل آپ کے ہاں چار ہیں کہ کتاب، سنت، اجماع اور قیاس۔ تو تقلید کرنے کا معنی ہوا کہ ان چیزوں سے بے علم ہونا۔ اب اگر واجب کہو گے تو ان چاروں علموں سے جاہل ہونا واجب ہوگا۔ کیونکہ "مالا یتم الواجب الابہ واجب" اگر مستحب کہو گے تو عدم العلم مستحب ہوگا۔ کیونکہ تقلید ان چیزوں سے مانع ہے لہٰذا ہم اس کو اچھا نہیں سمجھتے۔ مولوی صاحب نے جواب میں کہا کہ یہاں دو چیزیں ہیں۔ ایک عدم العلم بالدلیل اور دوسرا عدم العلم من الدلیل اور تشریح یوں کی کہ بالدلیل کا مطلب یہ ہے کہ امام صاحب کے دلیل کا علم ہو جس سے اس نے استدلال کیا ہو اس کو تقلید مانع نہیں بلکہ مانع دوسری قسم علم من الدلیل ہے یعنی دلیل سے خود بخود مسئلہ معلوم کرنا میں نے کہا علم من الدلیل تو آپ کا وظیفہ ہی نہیں کیونکہ چار دلیلوں میں سے کوئی بھی آپ کے لئے مستند نہیں ہے۔ بلکہ آپ کے لئے مستند صرف امام کا قول ہے۔ آپ کے مسلم الثبوت میں ہے کہ

اما المقلد فمستندہ قول امامہ ولاظن الاظن ثانیا

ترجمہ : تقلید کی تعریف میں یہ ہے کہ من غیر معرفۃ دلیل قائلہ اس کا معنی آپ کو علم بالدلیل کی منع ہے۔ علم من الدلیل کا سوال ہی نہیں۔ پھر کہنے لگا تقلید کے بغیر آپ کا کوئی چارہ نہیں کئی مسائل میں آپ خود فقہاء کے محتاج ہوتے ہیں۔ بعض ایسے نئے نئے مسائل پیدا ہوتے ہیں جن کا کوئی حل آپ کے پاس نہیں ہے۔ آپ کو فقہاء کی طرف رجوع کرنا پڑتا ہے۔ اور ایک مثال پیش کی کہ مثلاً کوئی آدمی سفر میں ایک ایسے مقام پر پہنچتا ہے کہ نہ پانی ہے نہ مٹی ہے تو اب کیا کرے؟

اور نماز کس طرح پڑھے؟ قرآن میں تو صرف یہ ہے کہ پانی نہ ہو تو تیمم کرے۔ لیکن اگر مٹی ہی نہ ہو تو کیا کرے میں نے جواب دیا کہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے ہمیں تقلید سے بچا رکھا ہوا ہے۔ کوشش کرنے سے قرآن و حدیث میں سے تمام مسائل حل ہوجاتے ہیں۔ یہ اور بات

WWW.AHLULHADEETH.NET

ہے کہ ہم اگر اپنی کم علمی کی وجہ سے کسی مسئلے کا حل نہیں پاتے تو اس کا یہ مطلب تو نہیں کے وہ مسئلہ قرآن و حدیث میں ہے ہی نہیں۔ جبکہ خود اللہ تعالیٰ فرمارہے ہیں۔ کہ الیوم اکملت لکم دینکم الخ : ظاہر ہے دین صرف تب کامل ہوسکتا ہے، جب تمام مسائل کا حل اس میں موجود ہو۔ ایسی صورت میں ہمیں کسی رائے کی ضرورت نہیں، بلکہ علماء سے مشورہ اور کتابوں کا مطالعہ جاری رکھیں تو ہمیں کوئی نہ کوئی دلیل مل ہی جائے گی۔ باقی یہ کہ دلیل کا اتباع تقلید نہیں ہے۔ آپ نے جو مثال پیش کی ہے۔ اس کا حکم محدثین نے پہلے ہی بیان کردیا ہے امام بخاری رحمت اللہ علیہ نے اپنی صحیح میں اس مسئلے پر ایک باب رکھا ہے۔ پھر وہ بولنے لگا کہ یہ مسائل تو ان لوگوں کے نکالے ہوئے ہیں آپ تو تقلید سے صرف اسی صورت میں مستثنیٰ ہوسکتے ہیں۔ جب آپ بھی قرآن و حدیث سے مسائل نکال سکتے ہوں۔ آپ کوئی ایسی مثال پیش کریں گے کہ آپ نے خود دلائل سے کوئی مسئلہ نکالا ہو اور اس کو پہلے کسی نے پیش نہ کیا ہو۔ میں نے جواب میں کہا کہ اول تو یہ مثال تقلید یا عدم تقلید کی ہے ہی نہیں۔ کیونکہ دلیل کو لینا تو تقلید نہیں۔ تقلید تو اتباع رائے کا نام ہے کہ جس چیز کو آپ کہہ رہے ہیں۔ اس کے لئے آپ کے پاس دلیل بھی نہیں ہے۔ باقی یہ ہے کہ دلیل معلوم کرنے کے بعد کسی کی رائے کو قبول کرنا تقلید نہیں ہے آپ موضوع سے باہر کیوں جارہے ہیں؟

دوئم! یہ کہ فقہاء کے نکالے ہوئے ان مسائل کو ہم بھی مانتے ہیں۔ جو دلیل کے موافق ہیں۔ باقی محض ان کی رائے کے ہم پابند نہیں، نہ ہمیں ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ دین میں محض رائے کا اعتبار نہیں ہے۔

سوئم! یہ کہ اس کے باوجود آپ نے جو مطالبہ کیا ہے وہ بھی پورا کیا جاتا ہے۔ چنانچہ میں نے اپنے ایک رسالے سے ایک نئے مسئلے کا حوالہ دیا جس کی تصدیق مولوی عبد الحئی صاحب قمبو والے نے کی جو اس مجلس میں موجود تھے۔ اس کے بعد مولوی صاحب خاموش ہوگئے۔ کافی عرصہ کی بات ہے جب ہم اپنے بھائی صاحب علامہ سید محب اللہ شاہ راشدی کے گاؤں میں رہتے تھے۔ اس وقت مولوی مذکورہ محمد حنبل صاحب کے بھائی محمد جمیل صاحب وہاں کے مدرس تھے۔ ایک جمعہ کے روز

WWW.AHLULHADEETH.NET

بعد نماز جمعہ میں نے شیخ علامہ محمود الحسن دیوبندی کی کتاب "ایضاح الا دلہ" کا حوالہ پیش کیا جس میں اس نے قرآن کی ایک آیت بنائی ہے یعنی فان تنازعتم فی شی ء فردوہ الی اللہ والرسول والی اولی الامر۔ اس پر مولوی موصوف نے شام کو ایک چٹھی بھیجی کے آپ تیار رہیں کل علامہ سید محب اللہ شاہ صاحب کے سامنے آپ سے مناظرہ ہوگا۔ کیونکہ آپ نے حضرت شیخ الھند کے خلاف بہتان لگایا ہے۔ میں نے جواب لکھ دیا کہ میں تیار ہوں۔ دوسرے دن تقریباً دس بجے مجھے چلنے کو کہا ہم دونوں بھائی صاحب کے ہاں پہنچے اور ماجرا کیا پھر اس کے بعد مناظرہ شروع ہوا میں نے مولوی صاحب کو کہا کہ، آپ کہیں جو کہنا ہے۔ کہنے لگا اپنی گفتگو سے پہلے کچھ مقدمات پیش کرتا ہوں۔

اول یہ ہے کہ انسان سے غلطی بھی ہوسکتی ہے دوئم یہ کہ طباعت اور کتابت کی غلطی بھی ہوسکتی ہے۔ اور سوئم یہ کہ جب تک کسی عبارت کا صحیح محمل ہو سکے تب کسی کی بات کو غلط کہنا درست نہیں ہے۔ میں نے جواب میں کہا کہ یہ کتاب تین مرتبہ چھپ چکی ہے اور سب سے پہلے خود مصنف کی زندگی میں شائع ہوئی، جس کا تعاقب علامہ محمد جونا گڑھی صاحب نے کیا تھا اور عنوان یہ دیا تھا کہ "دیوبند کے کعبہ قبلہ مولوی محمود الحسن کا تیار کردہ قرآن" اور بڑے سخت الفاظ میں کڑی تنقید کی۔ لیکن دیوبند خاموش رہا اور نہ ہی کوئی معذرت کی گئی اور نہ ہی دوسری اشاعت میں اس کی اصلاح کی گئی۔ لہٰذا طباعت یا غلطی وغیرہ کا عذر کرنا درست نہیں ہے۔ دوئم یہ کہ یہ انتہائی غلو ہے۔ اس لئے کہ یہی حرکت جب غلام احمد قادیانی کرتا ہے تو آپ فوری طور پر برہم ہو کر کفر کے فتوے لگاتے ہیں اور یہاں خاموش ہیں! سوئم یہ کہ پوری عبارت یوں ہے۔

"فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللہ والرسول و الی اولی الامر منکم" اور ظاہر ہے اولو الامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء علیھم السلام کے اور کوئی نہیں سو دیکھیے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضرات انبیاء و جملہ اولی الامر واجب الاتباع ہیں۔ آپ نے آیت فردوہ الی اللہ والرسول ان کنتم تومنون باللہ والیوم الاخر تو دیکھ لی اور آپ کو

WWW.AHLULHADEETH.NET

ابتک یہ معلوم نہ ہوا کہ جس قرآن مجید میں یہ آیت ہے اسی قرآن میں آیت مذکورہ بالا معروضہ احقر بھی موجود ہے تو تعجب نہیں کہ آپ دونوں آیتوں کو حسب عادت متعارض سمجھ کر ایک کو ناسخ اور دوسری کو منسوخ ہونے کا فتوی لگانے لگیں"۔ (ایضاح الادلتہ صفحہ ۹۷-۹۸)

مطبع قاسمی دیوبند ۱۳۳۰ھ اور طبع جمال پرنٹنگ پریس ورکس دہلی شائع کندہ کتب خانہ فخریہ امروہی (ادارہ دیوبند)

مذکورہ عبارت پیش کرنے کے بعد میں نے کہا کہ یہ عبارت صاف بتارہی ہے کہ یہاں کوئی خطا وغیرہ نہیں اور نہ ہی کتابت کی غلطی ہے بلکہ مصنف دو مستقل آیتیں قرآن مجید میں ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔ رہی تیسری چیز جو آپ نے بیان کی وہ ہے محمل یا تاویل سو آپ اس کو بھی پیش کردیں تاکہ اسے بھی دیکھا جائے۔ مولوی صاحب محمل بتانے کے بجائے جوش میں آگئے اور کہنے لگے کہ ہم کیا غیرمذہب ہیں اور یہ کہ کیا تمہارے محدثین نے غلطیاں نہیں کیں؟ تم ان کی تشہیر کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا کہ میں نے یہ کب کہا ہے کہ آپ غیرمذہب ہیں۔ میں نے تو آپ کے ایک مقدمہ پر اعتراض کیا ہے۔ رہا غلطی کا مسئلہ تو ہم کسی غیرنبی کو معصوم نہیں مانتے۔ ہوسکتا ہے کہ محدثین سے غلطیاں ہوئی ہوں، لیکن قرآن و حدیث میں کمی بیشی کرنا ایک ایسی حرکت ہے، جس کو آپ کسی محدث کی طرف منسوب نہیں کرسکتے۔ اس پر وہ جوش میں آکر کہنے لگا کہ کیا اہل حدیث غلطیاں نہیں کرتے تم ان کی تشہیر کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا جناب! آپ اہل حدیث کی کوئی ایسی غلطی بتائیں کہ انہوں نے قرآن و حدیث میں کمی بیشی کی ہو؟ پھر میں نے کہا یہ تم لوگوں کے کام ہیں کہ اپنے مسلک کے دفاع کے لئے قرآن و حدیث میں تحریف کرنے سے بھی باز نہیں آتے اور پھر ان کو چھپاتے ہیں۔ اور اعتراض کرنے والوں کو برا کہتے ہیں۔ یہ چیز ہمارے ہاں نہیں ہے اگر ہم میں سے کوئی غلطی کرتا ہے تو، ہم اس کو ہرگز نہیں چھپاتے۔ ہمارے محدث علی بن مدنی سے بھرے مجمع کے اندر جب وہ راویوں کے بابت کسی پر جرح کررہے تھے اور کسی پر تعدیل تو پوچھا گیا کہ آپ کا اپنے والد کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تو فوراً جواب دیا ابی ضعیف یعنی میرے والد ضعیف ہیں۔ تو اپنے بڑوں کی غلطیاں چھپانا ہمارا تو

WWW.AHLULHADEETH.NET

کام نہیں- لیکن آپ ہیں کہ آپ کے بڑے قرآن کے اندر بھی تحریف کریں تو آپ انہیں برحق مانتے ہیں اور اعتراض کرنے والوں کو برا کہتے ہیں- میں نے کہا مجھے تو آپ کی اس گفتگو کو سن کر شرم آرہی ہے- کہ اپ عالم ہوکر ایسی باتیں کرتے ہیں اس پر وہ کہنے لگا مجھے بھی شرم آتی ہے- میں نے کہا آپ کو شرم آنی ہی چاہئے اس لئے کہ آپ کے بڑے نے ایسی حرکت کی ہے یعنی قرآن میں تحریف کرنے کی جرائت کی ہے لیکن میں حیران ہوں کہ آخر مجھے شرم کیوں آرہی ہے- ہمارے کسی محدث نے تو کبھی ایسی جرائت نہیں کی اس پر وہ مولوی صاحب خاموش ہوکر چلے گئے-

چند سال پہلے کا ذکر ہے مدینہ منورہ میں شیخ محمد سالم عطیہ جو اس وقت جامعہ اسلامیہ میں مدرس تھے- اب محکمہ شریعہ میں قاضی ہیں مجھے اور مولوی خالد محمود کو جو اس وقت جامعہ اشرفیہ لاہور میں مدرس تھے- دونوں کو آپ نے گھر میں دعوت دے کر بلایا- اور مطالبہ کیا کہ ہم دونوں آپس میں قراۃ فاتحہ خلف الامام پر مناظرہ کریں اور خود درمیان میں بیٹھ گئے اور دونوں کی باتیں نوٹ کرتے رہے- اس مجلس میں علامہ احسان الٰہی ظہیر بھی موجود تھے- جو اس وقت جامعہ اسلامیہ میں پڑھتے تھے- شروعات اس طرح ہوئی کہ شیخ موصوف نے ہم دونوں سے سوال کیا کہ کیا سورۃ الفاتحہ امام کے پیچھے پڑھنی چاہئے؟ میں نے کہا ہاں' ضرور پڑھنی چاہئے- اور مولوی خالد محمود نے کہا نہیں پڑھنی چاہئے اس پر شیخ موصوف نے کہا تم دونوں اپنے دلائل پیش کرو تاکہ ہم کوئی نتیجہ اخذ کرسکیں' میں نے کہا ٹھیک ہے- آپ جس کو کہیں پہلے وہ بولے تو مولوی صاحب نے کہا آپ پہلے بولیں میں نے کہا ہم نے دونوں طرف کے دلائل دیکھیں ہیں جو پڑھنے کا حکم دیتے ہیں ان کے دلائل صریح اور فاتحہ کے بارے میں نص ہیں اور مخالفین کے پاس عام دلائل ہیں اور کوئی ایسی خاص دلیل نہیں جس میں صریحاً امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھنے کی منع ہو اور یہ فقہا کا متفق علیہ قاعدہ ہے کہ بوقت تعارض خاص عام پر مقدم ہوگا- لہٰذا فاتحہ کی نفی کی کوئی دلیل نہیں بلکہ آپ جو بھی دلیل پیش کریں گے- فاتحہ اس سے مستثنیٰ ہوگی- لہٰذا ہمارا پہلو صاف ہے اگر آپ نفی کے مدعی ہیں تو کوئی ایسی

WWW.AHLULHADEETH.NET

روایت پیش کریں جس میں مقتدی کو سورۃ الفاتحہ پڑھنے سے منع ہو، آپ ایسی روایت نہ مرفوع پیش کرسکیں گے نہ موقوف۔ مولوی صاحب نے جواب میں سورۃ الاعراف کی یہ آیت پیش کی۔

و اذا قرئ القرآن .....الخ اور حدیث اذا قراء فانصتوا الخ اور قراۃ الامام لہ قراۃ پڑھیں۔ میں نے جواب میں کہا: اولاً یہ آیت آپ کے فقہا کے نزدیک بوجہ قرآن کی دوسری آیت فاقرء واما تیسر من القرآن (پارہ ۲۹ سورہ المزمل آیت ۲۰) کے متعارض ہونے کی وجہ سے ساقط ہے اور آپ کا قانون ہے کہ "اذا تعارضا تساقطا" اس پر مولوی صاحب بولے کہ آپ الزامی جواب نہ دیں اور شیخ موصوف نے بھی کہا چونکہ گفتگو برادرانہ ہورہی ہے اس لئے الزامی کے بجائے تحقیقی جواب ہونا چاہئے۔ میں نے کہا یہ الزام نہیں ہے بلکہ یہ قاعدے کی بات ہے کہ بوجہ تعارض فقہا اس آیت کو ساقط کرچکے ہیں۔ دوئم یہ کہ اگر خواہ مخواہ الزام کہتے ہیں تو پھر سنیں۔ قرآن کی اس آیت کا نزول نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم پر ہوا اس آیت کے مفہوم اور مراد کو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہی سب سے بہتر سمجھتے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہی اس کی بہترین تشریح کرنے والے تھے قال اللہ تعالیٰ

وانزلنا الیک الذکر لتبین للناس مانزل الیھم (النحل) اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ اگر اس آیت سے سورۃ الفاتحہ کی ممانعت نکلتی جیسے کہ مولوی صاحب نکال رہے ہیں، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ہرگز فاتحہ خلف الامام کا حکم نہ کرتے۔ یہ قرینہ صاف دلالت کرتا ہے کہ اس آیت سے فاتحہ کی ممانعت نہیں نکلتی اور صحیح حدیث کبھی قرآن کے خلاف نہیں ہوسکتی یہی مسلمانوں کا مذہب ہے اور روایت اذا قرا فانصتوا میں تو اول یہ بحث ہے کہ زیادتی محفوظ ہے یا نہیں اکثر محدثین کا یہ فیصلہ ہے کہ یہ شاذ ہے چنانچہ علامہ نووی کی عبارت شرح مسلم سے نکال کر دکھائی گئی۔ سوئم یہاں اذا قرا ہے لہٰذا بوقت قرات امام کو سکوت کا حکم ہوگا لیکن جس وقت وہ سکوت کرلے اس وقت مقتدی کو سکوت کا حکم نہیں ہے کیونکہ اذا جملہ شرطیہ ہے اذ فات الشرط فات المشروط اور روایت

WWW.AHLULHADEETH.NET

قرات الامام لہٗ قراۃ بالکل ضعیف ہے۔ امام بخاری نے جزء القراۃ میں فرمایا ہے کہ حجاز و عراق کے علماء اس حدیث کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں۔ اس کے علاوہ بھی کئی محدثین نے اس حدیث کو ضعیف کہا ہے۔ اس حدیث کے جتنے بھی طرق ہیں سب کی اسناد میں ایسے راوی موجود ہیں جن پر محدثین نے سخت جروح کی ہے خاص طور پر جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں جابر جعفی ہے، جو مشہور کذاب راوی ہے حتیٰ کہ خود امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ مارایت فمن رایت اکذب من جابرالجعفی۔ ایسی ضعیف روایت سے استدلال کا کیا فائدہ اور مزید یہ کہ اس روایت کے بعض طرق میں یہ الفاظ ہیں کہ و صلواۃ لہٗ صلواۃ تو پھر اس کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی نماز ہی نہ پڑھے؟ پھر مزید یہ کہ جن صحابہ سے وہ روایات منقول ہیں وہ سب اس کے خلاف ہیں اور بعض سے سورۃ الفاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کا ثبوت قولاً اور بعض سے فعلاً مروی ہے جیسا کہ جزء القراۃ میں مذکور ہے اور اصول فقہ میں خود حنفیہ کا قاعدہ یہ ہے کہ راوی جب اپنے مروی کے خلاف فتویٰ دے یا عمل کرے تو اس روایت کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی جوابات ہیں بلکہ ان تینوں دلائل کا مجموعی جواب یہ ہے کہ اگر ان کو تسلیم کرلیا جائے کہ وہ قرأت فی خلف الامام کے بارے میں ہیں اور ان راویوں پر جو جرح ہے اس سے بھی اگر صرف نظر کریں تو بھی ان سب میں مطلقاً قرأت کا ذکر ہے خاص فاتحہ کا ذکر نہیں اور جو فاتحہ کے بارے میں دلائل وارد ہیں وہ ان سب پر مقدم ہوں گے

کیونکہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ نص ظاہر پر مقدم ہوا کرتی ہے۔ لہٰذا ان دلائل سے فاتحہ مستثنیٰ ہوگی اور ہم اپنے موقف پر بدستور قائم ہیں مولوی صاحب نے جواب میں اور تو کچھ نہیں کہا البتہ ترمذی سے جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی موقوف روایت پیش کی کہ۔

من صلیٰ رکعتہ لم یقراء فیھا بام القرآن فلم یصل الاان یکون وراء الامام۔(الترمذی جلد ا ر ص ۴۲)

پھر کہا دیکھو یہاں فاتحہ کا ذکر ہے میں نے کہا آپ نے ہمارے جوابات سے تو صرف نظر کیا جس سے ظاہر ہے کہ آپ نے ان کو تسلیم

WWW.AHLULHADEETH.NET

کرلیا اب آپ اپنی اس روایت کا جواب سنیں اولاً تو اس روایت کو آپ خود نہیں مانتے اس لئے کہ یہ بتاتی ہے کہ سورۃ الفاتحہ فرض ہے اور اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔کیونکہ یہاں ہے **لم یصل** اور آپ کے مسلک کے اندر خاص فاتحہ فرض نہیں ہے پورے قرآن میں سے کہیں سے بھی چند آیات پڑھ لیں تو نماز ہوجائے گی بلکہ اس سے تو یہ ظاہر ہے کہ کوئی رکعت سورۃ الفاتحہ کے بغیر نہیں۔ آپ کی **ھدایہ** کے اندر ہے کہ پچھلی دو رکعات میں نمازی کو اختیار ہے کہ قرات کرلے یا تسبیح کرے یا خاموش رہے۔پھر اصل روایت جس سے وراء الامام مستثنیٰ ہے اس کو تو آپ بھی نہیں مانتے۔اس پر مولوی صاحب بولنے لگے آپ تو الزامی جواب دیتے ہیں میں نے کہا جلدی مت کریں تحقیقی جواب بھی ابھی آتا ہے۔ اس روایت کے اندر سورۃ الفاتحہ کی نفی نہیں ہے اس لئے میرا موقف اب بھی اپنی جگہ قائم ہے مولوی صاحب نے کہا اچھا اس کو ہم پھر دیکھیں گے لیکن آپ کے پاس فاتحہ کے لئے خاص کون سی دلیل ہے میں نے جواب میں **صحیحین** کی روایت پیش کی کہ **لا صلوٰۃ لمن لم یقراء بفاتحۃ الکتاب**۔

تو مولوی صاحب نے کہا آپ بھی تو عموم سے استدلال کررہے ہیں۔ اس میں مقتدی کا ذکر کہاں ہے ؟ میں نے جواب میں کہا اولاً تو یہ کہ ہمارا مدعی خاص فاتحہ کے لیے تھا وہ تو الحمد اللہ ثابت ہوگیا۔ ثانیاً یہ کہ واقعی یہ عموم کے لئے ہے۔ لیکن یہ ایسا اہتمام ہے جس کا کوئی **مخصص** نہیں ہے، آپ کے عام کی طرح نہیں کہ جس کا **مخصص** موجود ہے اس لئے یہ معارضہ صحیح نہیں ہے۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا آپ کوئی ایسی روایت پیش کریں جس میں مقتدی کی بھی صراحت ہو اس پر شیخ موصوف نے بھی کہا ہاں ایسی روایت پیش کی جائے تو میں نے سنن اربعہ کی عبادہ رضی اللہ عنہ والی روایت پیش کی جس میں نماز فجر کا واقعہ ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے مقتدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ

فلا تفعلو الا بفاتحۃ الکتاب فانہ لا صلوۃ لمن لم یقراء بھا

میں نے کہا اس روایت میں صریحاً مقتدیوں کو کہا گیا ہے، کہ فاتحہ نہ پڑھنے والوں کی نماز نہیں۔ اس پر مولوی صاحب کہنے لگے واقعی یہ

WWW.AHLULHADEETH.NET

روایت مقتدیوں کے بارے میں صریح ہے، لیکن یہ روایت درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی اسناد میں ایک راوی محمد بن اسحاق بن یسار ضعیف ہے امام مالک نے اس کو کذاب اور دجال کہا ہے۔ میں نے کہا جناب! ابن اسحاق کی تو عام آئمہ نے توثیق کی ہے خود آپ کے حنفیہ نے اس کو ثقہ کہا ہے اور وہیں شیخ صاحب کے کتب خانے سے ابن ہمام کی فتح القدیر شرح الھدایہ نکال کر میں نے مولوی صاحب کو یہ عبارت دکھائی۔

اما ابن اسحٰق فثقتہ ثقتہ لا شبہتہ عندنا فی ذالک ولا عندہ محققی المحدثین فتح القدیر (جلد ا ص ۳۷۰ باب صلواۃ الوتر)

اس پر شیخ صاحب نے کہا کہ پھر یہ الزام والی بات ہے کہ حنفیوں نے ثقہ کہا ہے میں نے کہا تحقیقی جواب بھی اس کے اندر ہے کیونکہ ابن ہمام کہتا ہے کہ محقق و محدثین کے نزدیک بھی اس کے ثقہ ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔ پھر اس کے بعد فتح القدیر کی دوسری عبارت بھی میں نے پیش کی اور کہا کہ یہ تحقیقی جواب ہے اور عبارت نکال کر دکھائی۔

ھذا ان صح الحدیث بتوثیق ابن اسحٰق وھوالحق الا بلج و ما نقل عن مالک فیہ لایثبت ولو صح لم یقبلہ اھل العلم کیف و قد قال شعبتہ فیہ ھوامیر المؤمنین فی الحدیث وروی عنہ مثل الثوری، وابن ادریس و حماد بن ویزید ویزیدبن زریع و ابن علیہ و عبدالوارث و ابن المبارک و احتملہ احمد و ابن معین و عامتہ اھل الحدیث غفراللہ لھم وقد اطال البخاری فی توثیقہ فی کتاب القراۃ خلف الامام لہ واذ کرہ ابن حبان فی الثقات و ان مالکا رجع عن الکلام فی ابن اسحاق و اصطلح معہ و بعثہ الیہ ہدیتہ ذکرھا (فتح القدیر ص ۲۰۰ جلدا الفصل فی استحباب التعجیل

میں نے کہا امام مالک سے جرح ثابت نہیں ہے اور اہل علم نے اس کو قبول نہیں کیا نیز اس کا کلام جرح تعدیل کے باب سے نہیں ہے، بلکہ ذاتی اختلاف کی بنا پر ہے اسی لئے تو اس سے رجوع کیا۔ اس پر مولوی صاحب نے کہا کہ امام مالک کے رجوع کرنے کا ذکر کہاں ہے میں نے جواب دیا کتاب الثقات ابن حبان میں مذکور ہے۔ پھر مولوی صاحب نے فتح القدیر ہاتھ میں لے کر کچھ دیر مطالعہ کیا پھر کہنے لگے اگرچہ ابن اسحاق ثقہ ہے لیکن مدلس ہے میں نے جواب میں کہا کہ ابن اسحاق نے

WWW.AHLULHADEETH.NET

بعض اسانید میں سماع کی تصریح کردی ہے جیسا کہ جزء القرآۃ امام بخاری اور سنن دارقطنی وغیرہ کتب میں سند مذکور ہے مدلس جب ثقہ ہو سماع کی تصریح کرلے تو اس کی حدیث محمول علی السماع اور مقبول ہوتی ہے پھر یہ کہ ابن اسحاق تنہا نہیں اس کی اور راوی بھی مطابقت کرتے ہیں جیسا کہ جزء القراۃ اور بیہقی وغیرہ میں ہے اس پر مولوی صاحب نے خاموشی اختیار کی اور کہا اب میں ان باتوں پر تحقیق کروں گا اور مجلس برخاست ہوئی جب ہم بھائی صاحب کے گاؤں میں رہتے تھے وہاں مدرسے میں مولوی محمد جمیل صاحب مذکور پڑھاتے تھے انکا چھوٹا بھائی مدرسے میں پڑھتا تھا اس کے گلے میں ایک دھاگا بندھا ہوا تھا جس پر کسی بزرگ سے دم کروایا گیا تھا میں نے اسے دیکھ لیا اور فوراً توڑ کر پھینک دیا اور یہ آیت پڑھی۔

وما یومن اکثرہم باللہ الا وہم مشرکون (یوسف)

اس نے جاکر اپنے بھائی مولوی صاحب سے شکایت کی اور وہ ناراض ہوکر کہنے لگے کہ آپ نے یہ کیا کیا میں نے کہا ٹھیک کیا صحابہ ایسا ہی کیا کرتے تھے میں نے دو مثالیں پیش کیں ایک ابن مسعود والا واقعہ بحوالہ ابو داؤد پیش کیا کہ انہوں نے اپنی بیوی کے گلے میں دم کیا ہوا دھاگہ دیکھ کر توڑ دیا اور کہا۔

ان ال عبد اللہ اغنیاء عن الشرک

دوسرا حذیفہ بن الیمان کا واقعہ بحوالہ ابن ابی حاتم پیش کیا کہ اس نے کسی بیمار کی کلائی میں دھاگہ بندھا ہوا دیکھا تو اس کو کاٹ کر نکال دیا اور سورہ یوسف کی آیت پڑھی جو اوپر مذکور ہے اس پر مولوی صاحب نے ایک روایت پیش کی اور کہا کہ اس میں دم کا ذکر موجود ہے میں نے کہا مریض کو دم کرنے کی اجازت اس شرط سے آئی ہے کہ اس میں کوئی شرکیہ کلمہ نہ ہو جیسا کہ مسلم کی حدیث میں ہے کہ۔ لا بأس بالرقی مالم تکن شرکاً۔

تو اس نے کہا کہ اس دھاگے پر جو بھائی کے گلے میں تھا کوئی شرکیہ دم نہیں کیا گیا تھا میں نے کہا دھاگے پر دم کرنے کا کوئی ثبوت نہیں بلکہ ایسے دھاگوں کو صحابہ کاٹ ڈالتے تھے مریض پر دم کرنے کا ذکر آیا ہے لیکن گلے یا ہاتھ میں تعویذ یا دھاگا باندھنا ممنوع ہے میں نے حدیث پیش

WWW.AHLULHADEETH.NET

کی۔

من تعلق شیئا وکل الیہ (ترمذی)

ان الرقی والتمائم والتولتہ شرک (ابوداوٗد) من تعلق تمیمتہ فقد اشرک (ابوداوٗد)

اس نے کہا اس سے مراد جاہلیت کی رسم ہے جو ہڈیاں یا کوڈیاں وغیرہ باندھتے تھے میں نے کہا کہ تخصیص بلا مخصص ہے اور عام حکم سب کو شامل ہوتا ہے تخصیص کی کوئی دلیل نہیں اس نے کہا یہ حکم قرآن مجید کی آیات لکھ کر گلے میں ڈالنا یا دھاگے پر دم کرکے باندھنا اس کے لئے نہیں ہے میں نے کہا یہ بلاوجہ تخصیص ہے یہ حکم تو عام ہے اس نے کہا احادیث کو سلف تم سے زیادہ جانتے تھے وہ قرآن مجید کے تعویذات کو جائز سمجھتے تھے میں نے کہا یہ نسبت غلط ہے کسی صحابی سے ثابت کریں کہ وہ دھاگے یا تعویذ باندھتے تھے آپ ہرگز کوئی ایسی مثال پیش نہیں کرسکتے وہ کہنے لگا آپ بھی ایسی مثال ہرگز پیش نہیں کرسکتے کہ سلف والوں نے قرآن مجید کے تعویذات کو برا کہا ہو میں نے کہا اول تو اس کی ہرگز ضرورت نہیں جب مرفوع حدیث عام موجود ہے وہ کافی ہے اور اسکی تخصیص آپ کے ذمے ہے تاہم میں ثبوت پیش کرتا ہوں۔ میں نے کتب خانے سے مصنف ابن ابی شیبہ کے قلمی نسخہ کی تیسری جلد سامنے رکھ دی۔ وہاں سے ص ۳۰۸ سے روایت پیش کردی۔

عن ابراہیم قال کانوا یکرھون التمائم کلھا من القرآن وغیر القرآن۔

اور پھر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اثر انہ کرہ تعلیق شیٔ من القرآن اور مغیرہ کی روایت۔ **قال قلت لابراھیم اعلق فی عصندی ھذہ الایتہ۔ یانارکونی برداو سلاما علی ابراھیم۔ من حمی کانت بی فکرہ ذالک۔**

ان روایات کو دیکھنے کے بعد مولوی صاحب کا رنگ فق ہوگیا اور کوئی چارہ نہیں ملا تو کہنے لگا یہ تو قلمی نسخہ ہے اس کو کون مانتا ہے چھپی ہوئی کتاب دکھاؤ میں نے کہا واہ! مولوی صاحب کیا آسمان پر پریس مشین رکھی ہوتی تھی؟ جس پر جبرائیل علیہ السلام نے قرآن کو چھاپ کر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے پاس لے کر آئے تھے۔ انھوں نے تو

WWW.AHLULHADEETH.NET

اللہ تعالیٰ سے کلام وصول کرکے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کو سنایا اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو لکھوایا۔ اور اس طرح دنیا میں قلمی نسخے منتشر ہوئے۔ طباعت اور چھپائی کا کام تو بہت دیر سے شروع ہوا تو کیا قرآن بھی نہیں مانو گے؟ بلکہ جتنی بھی چھپی ہوئی کتابیں ہیں ان سب کا اصل قلمی نسخے ہیں پھر تو کوئی کتاب بھی قابل قبول نہیں؟ بہرحال مولوی صاحب خاموش ہوکر چل دیئے۔ اسی طرح کئی اور مناظرے ہوئے ابھی تازہ ماسٹر محمد امین اوکاڑوی کے ساتھ ماتلی کے قریب ایک گوٹھ کے اندر مناظرہ ہوا چار مسائل سامنے رکھے گئے تقلید، قرات خلف الامام، آمین بالجہر رفع الیدین ہر مسئلے کے لئے دو دو گھنٹے مقرر ہوئے اور ہر ایک فریق کو تقریر کے لئے دس منٹ دیئے گئے۔ پہلے تین مسئلوں پر مناظرہ ہوا اور چوتھے کی نوبت نہیں آئی اس لئے کہ اس مسئلے پر وہ بغیر مناظرہ کے چلا گیا اس مناظرے کی تفصیل عن قریب کتابی شکل میں انشاء اللہ پیش ہوگی، یہاں اس مناظرے کو اختصار سے پیش کیا جاتا ہے مولوی صاحب نے سب سے بڑی دلیل یہ پیش کی کہ فاسئلو اہل الذکران کنتم لا تعلمون (النحل) میں نے جواب میں کہا اس آیت میں مطلقاً سوال ہے۔ تقلید اس آیت میں سے کہیں سے بھی نہیں نکلتی تقلید کی تعریف جو فقہاء نے کی ہے وہ یہ کہ "دلیل جانے بغیر کسی کی بات ماننا" صرف سوال تقلید نہیں بلکہ سوال کرنے کے بعد اس کی بات کو بغیر کسی دلیل کے قبول کرنے کا نام تقلید ہے اور چونکہ یہ چیز اس آیت میں مذکور نہیں لہٰذا آپ کی یہ دلیل ناقص ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ سوال پوچھنے کے لئے بھی خدا نے ایک شرط لگائی ہے کہ ان کنتم لا تعلمون اگر اس سے تقلید بھی مراد ہے تو یہ حکم جاہل کے لئے ہے تقلید جاہل کا کام ہے عالم کا نہیں تو آپ جو تقلید کرتے ہیں سو کیوں؟ کیا آپ جاہل ہیں عالم نہیں ہیں؟ اور اگر عالم نہیں ہیں تو پھر مناظرہ کیسے کررہے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ جہاں تک امام ابوحنیفہ کا تعلق ہے ان کا جو مقام ہے تو ان کے سامنے تو میں جاہل ہوں، لیکن دوسروں کے سامنے علم رکھتا ہوں اس پر میں نے کہا گویا آپ نے ہماری دلیل مان لی کہ تقلید جاہل کا کام ہے میں نے پھر کہا کہ آپ امام صاحب کے سامنے تو مقلد کہلائیں

WWW.AHLULHADEETH.NET

لیکن ہمارے سامنے عالم کے مدعی ہیں تو آپ غیر مقلد کہلوائیں، دوسری دلیل انہوں نے معاذ بن جبل والی پیش کی کہ نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے جب معاذ بن جبل کو یمن کی طرف بھیجا۔ میں نے کہا اول تو یہ روایت صحیح نہیں اس لئے کہ درمیان میں مجہول کا واسطہ ہے دوئم یہ کہ اس میں بھی یہ الفاظ ہیں کہ جب قرآن و حدیث میں مسئلے کا حل نہیں پاؤں گا تو اجتہاد برأی کروں گا اور اجتہاد مقلد کا کام نہیں بلکہ اس روایت سے تو غیر مقلدیت ہی ثابت ہوتی ہے تیسری دلیل میں انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ **ولینذروا قومھم اذا رجعوا الیھم (التوبہ - ۱۲۲)**

اور ترجمہ اس طرح کیا کہ جب وہ تعلیم پاکر واپس جائیں تو مسلمان ان سے رجوع کریں اور وہ ان کو ڈرائیں اور رجوع تقلید ہے میں نے جواب میں کہا کہ اول تو آپ نے ترجمہ غلط کیا ہے اور رجعوا میں جو ضمیر ہے اس کا مرجع مومنون کو بنایا ہے حالانکہ اس کا مرجع طائفہ ہے یعنی جب علم حاصل کرنے والے واپس آئیں تو دوسروں کو ڈرائیں۔ اس بات کی ان کے ساتھیوں نے بھی تائید کی کہ واقعی غلطی ہوئی ہے۔

میں نے کہا ثانیاً یہ کہ رجوع سے تقلید مراد کس لغت میں ہے یا کس اصطلاح میں ثالثاً اگر رجوع مراد ہے تو وہ طائفہ خود مقلد بن گئے کیونکہ رجوع تو وہ کرتے ہیں۔ پھر تو تمہارے امام بھی مقلد ہو گئے کس کی تقلید کرو گے؟ بالآخر انہوں نے اہل حدیثوں پر الزام دیا کہ وہ ذوالوجھین ہیں کسی ایک امام کے پابند نہیں۔ میں نے جواب میں کہا ہم تو ایک ہی امام اعظم یعنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم کے حکم کے پابند ہیں کسی کی بات اس کی تائید کے بغیر نہیں مانتے لیکن یہ شغل آپ کا ہے جو ایک امام کے مقلد کہلاتے ہو اور بوقت ضرورت دوسرے اماموں کے دروازے پر چلے جاتے ہو۔ مثلاً تدریس اور امامت کی تنخواہ کے مسئلے میں شافعیوں کی فقہ پر عمل کرتے ہو اور مفقود الخبر کی زوجہ کے بارے میں امام مالک کے قول کو لیتے ہو۔ بلکہ بوقت ضرورت اہل حدیثوں کے پاس بھی چلے جاتے ہو چنانچہ طلاق ثلاثہ کے مسئلے میں پہلے تو حلالہ کراتے تھے اب جب بدنامی ہونے لگی تو پھر اس سے بچنے کے لئے اہل حدیثوں کے پاس فتویٰ لینے کے لئے آتے ہو اس پر مناظرہ ختم ہوا۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

دوسرے مسائلے میں میں نے پہلے تقریر شروع کی اور کہا کہ فقہاء کا متفقہ قاعدہ ہے کہ جب عام و خاص کا تعارض ہو تو خاص مقدم ہوگا۔ ہمارے دلائل بالکل صحیح ہیں کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں اور آپ کوئی دلیل ایسی پیش نہیں کرسکتے جس میں صریحاً فاتحہ کی نفی یا منع مذکور ہو جب تک آپ ایسی دلیل پیش نہیں کرسکتے آپ ہمارے ساتھ اس موضوع میں دوش بدوش کھڑے ہونے کے اہل نہیں آپ صحیح دلائل پیش کریں پھر مناظرہ کیا جاسکتا ہے کہ کس طرف روایتیں صحیح ہیں کس طرف غیر صحیح اور کون سا مذہب راجح اور کون سا غیر راجح اور جب تک تعارض مقصود نہیں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور میں نے مشہور حدیث لا صلوۃ لمن لم یقرأ بام القرآن پڑھی۔ مولوی صاحب نے تو اس بات کا جواب نہیں دیا بلکہ یوں کہا کہ اس روایت میں فصاعدًا بھی ہے۔ اس کو آپ کیوں نہیں مانتے اور پھر آیت یہ واذا قرئ القرآن الخ اور حدیث اذا قرأ فانصتوا پڑھی کہا کہ یہ عام ہے۔ فاتحہ وغیرہ سب کو شامل ہے۔ میں نے کہا کہ ایمان سے کہئے کہ فصاعدًا والی روایت صحیح ہے۔ پھر تو ہمارا دعویٰ ثابت ہوگیا کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں' کیونکہ آپ یہ کہتے ہیں کہ فاتحہ اور دوسری قرأۃ کے بغیر نماز نہیں' جس کا مطلب یہ ہے کہ آپ تو مان چکے کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں اور اصولی طور پر مناظرہ پورا ہوگیا کیونکہ اس میں ہمارا اور آپ کا اتفاق ہے۔ باقی فصاعدًا ہے اگر آپ مدعی ہیں تو اس کے لئے دوسرا مناظرہ رکھا جائے۔ اس کی مثال ہے کہ ایک شخص دوسرے کے خلاف عدالت میں دعویٰ کرتا ہے کہ اس آدمی کے ذمہ میرا ایک سو روپیہ قرض ہے تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ نہیں اس کے میرے طرف ۱۵۰۰ سو روپے قرض ہے کیا جج کے سامنے اس کے مدعی ثابت ہوجانے میں کوئی شک رہے گا۔ ہرگز نہیں' بلکہ اس کو ایک سو ادا کرنا پڑے گا۔ اس طرح فاتحہ کے بابت آپ ہمارے دعویٰ کو تسلیم کرچکے۔ رہا آیت کا مسئلہ اول تو خود آپ کے فقہاء اس آیت کو دوسری آیت فاقرؤا ما تیسر من القرآن (المزمل) کے متعارض سمجھ کر ساقط قرار دیتے ہیں (نور الانوار وغیرہ) پھر آپ اس کو کیسے دلیل بناتے ہیں۔ ثانیاً یہ آیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر نازل ہوئی اور آپ اس کا مطلب اماموں سے بھی زیادہ جانتے

WWW.AHLULHADEETH.NET

تھے۔ جب آپ نے حکم دیا کہ فاتحہ کے بغیر نماز نہیں تو ثابت ہوا کہ اس آیت میں فاتحہ کی منع نہیں اور اس کے مقابلے میں جو آپ کے فقہاء اس کا مطلب لیتے ہیں وہ غلط ہوگا ثالثاً اس آیت سے تمہارا استدلال اس پر موقوف ہے کہ تم اس کو عام ثابت کرو۔ کیونکہ اس آیت میں تو نماز کا ذکر ہی نہیں بلکہ یہ الفاظ ہیں کہ اذا قرء جس کی خود آپ مخالفت کرتے ہو مثلاً فجر نماز باجماعت ہو رہی ہے اور آپ سنت پڑھتے ہیں، ختم قرآن کی مجلس میں سارے پڑھتے ہو مدرسوں میں سارے طلباء بیک وقت پڑھتے ہیں، جس کے معنی اس کے عموم کے آپ بھی قائل ہیں لہٰذا یہ آیت دلیل نہیں رہی۔ اور واذا قرء فانصتوا۔

یہ زیادتی حدیث میں صحیح نہیں غیر محفوظ ہے امام نووی کے شرح مسلم کی عبارت سنائی گئی نیز تمہارے ان دلائل میں فاتحہ کی تصریح نہیں اس لئے ہمارا اعتراض اپنے مقام پر قائم ہے آخر تک مولوی صاحب فاتحہ کی خاص دلیل نہیں دے سکے۔ بلکہ ہم سے مطالبہ کیا کہ تم خاص مقتدی کے بارے میں دلیل پیش کرو۔ میں نے عبادہ کی فجر نماز والی حدیث پیش کی اس کے راوی ابن اسحاق پر اس نے اعتراض کیا میں نے ابن ہمام حنفی کی عبارت پڑھ کر سنائی جو پہلے گذری اور سنن نسائی سے ایک سند پیش کی اس پر بھی اس نے ایک راوی پر اعتراض کیا کہ میزان میں لکھا ہوا ہے نافع بن محمود کے بارے میں ابن حبان کہتا ہے کہ حدیث معلل۔ میں نے جواب میں کہا ابن حبان کی کتاب ''الثقات'' کی قلمی و مطبوع دونوں نسخے موجود ہیں دونوں میں یہ الفاظ نہیں ہیں۔

تیسرے مسئلے میں پہلے تقریر مولوی صاحب نے کی اور یہ کہا کہ قرآن میں ہے کہ ادعوا ربکم تضرعاً وخفیۃ (الاعراف)۔

اور عطا بن ابی رباح کا قول ہے کہ آمین دعاء یعنی آمین دعا ہے پس ثابت ہوا کہ آمین آہستہ کہنا چاہئے میں نے جواب میں کہا کہ اونچی آواز سے بھی دعاؤں کا حدیث شریف میں ذکر ہے خود سورہ فاتحہ دعا ہے خاص طور پر اہدنا الصراط المستقیم یہ صریحاً دعا ہے پھر فجر اور مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں جہراً قراۃ کیوں پڑھتے ہو خود دعائیں مانگتے ہو تو ساتھ جماعتی اونچی آواز سے آمین پکارتے رہتے ہیں ان کو نہیں روکتے

WWW.AHLULHADEETH.NET

ہو۔

ثانیاً آمین مستقل دعا نہیں ہے بلکہ دعا کے لئے مہر ہے اور دعا کے تابع ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے پس جو مطبوع کا حکم ہے وہ تابع کا ہوگا قراۃ جہری ہے تو آمین بھی جہری اور قراۃ آہستہ تو آمین بھی آہستہ جب دونوں قائم نہ رہ سکے تو آپ کی دلیل بھی ختم ہوئی۔

اس نے حدیث کے حوالے کا مطالبہ کیا میں نے ابو داؤد کی حدیث نکال کر دکھا دی کتاب لے کر حدیث پڑھی اور خاموش ہوگئے اور آخر تک اس اعتراض کو نہیں چھیڑا بلکہ انہوں نے ایک اور روایت پیش کر دی جس میں یہ لفظ ہیں اخفیٰ بھا صوتہ میں نے سنن دار قطنی نکال کر دکھائی کہ یہ روایت صحیح نہیں اور اصل روایت میں ہے کہ "مدبھا صوتہ" بعض میں "رفع بہا صوتہ" اور بعض میں "جہر بآمین" اور میں نے کہا بلکہ امام مسلم تو فرماتے ہیں کہ متواتر حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم آمین بالجہر کرتے تھے جواب میں اس نے حوالہ طلب کیا میں نے امام مسلم کی کتاب التمیز کا قلمی نسخہ پیش کیا کتاب مانگ کر دیکھی پھر اس بات سے بھی خاموش ہوئے بلکہ یہ کہا کہ تم جس روایت سے استدلال کرتے ہو ان کا راوی ابن جدیج ہے جو متعہ کا قائل و عامل تھا میں نے کہا اول تو اس الزام کا مضبوط ثبوت چاہئے ثانیاً میں نے جو وائل کی روایت ترمذی وغیرہ سے پیش کی ہے اس کا راوی ابن جدیج نہیں ہے۔ دوسری بعض روایات میں ہو سکتا ہے لیکن وہ دراصل روایت کے ساتھ تائید میں ہے لیکن جس روایت پر اعتماد کیا ہے اور یہاں استدلال کے طور پر پیش کیا ہے اس میں ابن جریج نہیں ہے بلکہ آپ نے جو عطا کا قول پیش کیا کہ آمین دعا ہے اس سے ناقل راوی بھی ابن جریج ہے لہٰذا آپ کے قول کے مطابق روایت رد ہوگئی مولوی صاحب نے کہا کہ اگر تسلیم کیا جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمین اونچی کہی تو ایک دفعہ سکھانے کے لئے نہ کہ آپ کی سنت تھی اس کی تائید میں "کتاب الکنی لدولابی" کی روایت پیش کی جس میں ہے "ماأراہ الا لیعلمنا" اور اگر سنت ہوتی تو پیچھے آپ کی جماعت اونچی کہتی لیکن یہ کسی حدیث سے ثابت نہیں میں نے کہا کہ یہ

WWW.AHLULHADEETH.NET

دولابی والی روایت صحیح نہیں بالکل ضعیف ہے یحیٰ بن سلمہ بن کھیل جو کہ سخت ضعیف ہے (دیکھو میزان اور تہذیب وغیرہ) ثانیاً جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سکھارہے ہیں پھر آپ کون ہوتے ہو روکنے والے؟ باقی یہ کہ صحابہ آپ کے پیچھے کس طرح کرتے تھے اول تو یہ بات ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جو عمل تھا وہی ان کا عمل تھا نیز اس کا بھی ثبوت ہے کہ آپ کے پیچھے صحابہ بھی اونچی آواز سے آمین کہتے تھے' میں نے سنن نسائی سے ابوہریرہؓ کی حدیث نکال کر پیش کی' اس طرح اس مناظرے کا خلاصہ پیش کیا گیا اور وہ چلے گئے اور رفع الیدین پر مناظرہ نہیں ہوا اس طرح تحریری مناظرے بھی کئی مولویوں سے ہوئے مولوی محمد سلیمان تھریجانی کے ساتھ مناظرہ ہوا موضوع رفع الدین تھا ضمن میں کئی مسائل آئے چند پرچوں کے بعد آخر انہوں نے قبول کیا۔

مولوی محمد خلیل صاحب مذکور ایک دفعہ ہمارے پاس آئے اور دو باتوں پر ان کے ساتھ مناظرانہ گفتگو ہوئی ایک تو امام بخاری پر الزام لگا رہا تھا کہ وہ عورت کے ساتھ وطی فی الدبر کو جائز کہتا ہے اور دوسرا حدیث "ان اللہ حرم علی الارض اکل اجساد الانبیاء" وہ صحیح نہیں مانتا تھا۔ جب گفتگو میں عاجز آیا تو کہا کہ میں آپ کو لکھ کر بھیج دوں گا۔ کچھ دن کے بعد لکھا ہوا مضمون ملا جس کا جواب ہم نے اس کو بھیجا اس نے پھر ایک مضمون لکھا ہم نے اس کا رد لکھ کر بھیجا اس کے بعد وہ خاموش ہوگئے۔مولوی عبدالحیٔ ہمارے چچا زاد بھائی پیر وھب اللہ شاہ کے ہاں رہتا تھا کسی طالب علم نے ان کو فقہ حنفی کی دو عبارتیں دکھائیں ایک تعلم الفقہ اولی من تعلم تمام القرآن اور دوسری طلب الاحادیث حرفۃ المفالیس۔ اس پر اس نے اس کے ساتھ کافی باتیں کیں پھر ایک مضمون ہمیں لکھ بھیجا جس میں ان دونون عبارتوں کی تاویل کی ہے میں نے اس کو جواب میں ایک رسالہ بنام "التفصیل الجلیل لابطال التاویل العلیل" سے ان کی تاویل کو غلط ثابت کیا۔ اس کے بعد انھوں نے پھر مضمون لکھا۔ جس میں ان اعتراضات یا وجوہات کے لئے کوئی جواب تو نہیں تھا بلکہ ان کے بجائے اہل حدیثوں پر اعتراضات کیے اور ان کو مطعون بنانے کی کوشش کی تھی۔

نواب وحید الزماں کی بعض کتابوں کو لے کر پیش کیا اور توڑ مروڑ

WWW.AHLULHADEETH.NET

کر عبارتیں پیش کیں میں نے اس کے جواب میں رسالہ بنام "**المبسوط بجواب المخطوط المهبوط**" لکھ کر روانہ کیا اس کے بعد وہ خاموش ہوگیا' سن ۱۳۸۰ھ کی بات ہے حیدر آباد کے ایک مولوی نے مناظرے کا چیلنج بھیجا۔ ہم چیلنج قبول کرکے حیدر آباد پہنچے تو اس نے سامنے آنے سے انکار کردیا بلکہ چھوٹا سا رسالہ بنام "**القول السدیدفی اثبات التقلید**" لکھ کر بھیجا اور کہا کہ اسی کا جواب دو' میں نے اس کے جواب میں رسالہ بنام "**الضرب الشدید فی جواب القول السدید**" لکھ کر اسکو بھیج دیا اور اس کا **جواب الجواب** آج تک نہیں آیا۔

کراچی میں ایک مولوی بنام امیرالدین جودھپوری سے تحریری مناظرہ ہوا اور موضوع یہ تھا "حنفی مذہب میں قراۃ خلف الامام جائز ہے یا نہیں۔" وہ اس لئے کہ پہلے تو اس نے مناظرہ کا چیلنج دیا جب ہم گئے تو وہ اپنی بات سے پھر گئے اور کہنے لگے کہ میں تو حنفی ہوں اس لیے حدیث و قرآن پر مناظرہ نہیں کروں گا اور نہ میں نے آپ کو چیلنج دیا ہے۔ میں نے تو صرف یہی کہا تھا کہ حنفی مذہب میں قرأۃ خلف الامام جائز نہیں ہے میں نے کہا چلو ہمیں یہ چلینج بھی منظور ہے۔ ہم حنفی مذہب کی کتابوں سے جائز ثابت کریں گے انہوں نے کہا' لیکن قرآن وحدیث نہ پیش کرنا میں نے کہا ہم صرف حنفی مذہب کی کتابوں سے ثبوت پیش کریں گے۔ اس پر اس نے ایک سوال لکھا کہ ہمارے حنفی مذہب میں ہمارے علم کے مطابق قرأۃ خلف الامام جائز نہیں' لیکن آپ اگر جواز کے مدعی ہو تو ایسا ثبوت پیش کریں لیکن صرف حنفی مذہب کی کتابوں سے ہو ۔ اس پر میں نے جواب لکھ کر بھیجا جس میں علماء احناف کی عبارتیں پیش کیں۔ اس نے ایک اور مولوی (جس کانام یاد نہیں) سے تعاون حاصل کیا اور اپنے موضوع سے ہٹ کر سورہ اعراف اور بعض احادیث سے استدلال کیا۔ ہم نے اس کا جواب بھیجا جس میں اپنے موضوع کی پابندی کی یعنی خود ان کے دلائل یعنی جو آیات اور احادیث پیش کی ان کا جواب بھی حنفی مذحب کی کتابوں سے دیا اس کے بعد وہ خاموش ہوگئے اور اب تک کوئی نہ آیا۔

مولوی عبدالغفار صاحب مدرس مدرسہ عربیہ دارالفرقان رتو ڈیرو ضلع لاڑکانہ سے تحریری مناظرہ ہوا۔ ابتدا اس طرح ہوئی کہ ایک شاگرد

WWW.AHLULHADEETH.NET

نے لکھ کر بھیجا (ترجمہ) عبداللہ بن عمرؓ کی نماز نہیں ہوئی کیونکہ اس نے سورۃ فاتحہ امام کے پیچھے نہیں پڑھی اور آپ بے نمازی کو کافر کہتے ہو۔ آپ کے نزدیک عبداللہ بن عمرؓ کافر ہے یا مسلمان؟ دوسری بات یہ کہ **فاقرأ بھا فی نفسک** کی معنی ہے دل میں تصور کرنا اور زبان کا ہلانا نہیں ہے۔ ہم نے جواب میں لکھا کہ اولاً کسی کتاب میں کوئی روایت نہیں جس میں ہو کہ عبداللہ بن عمرؓ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ نہیں پڑھتے تھے بلکہ جو روایتیں آپ کے علماء پیش کرتے ہیں وہ مطلق ہیں کسی میں بھی فاتحہ کا ذکر نہیں ہے۔ بلکہ ان سے صریح روایتوں میں امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھنے کا ثبوت ہے ایسی کچھ روایتیں بھی ہم نے پیش کیں، ثانیاً۔ **اقرأ بھا فی نفسک** سے لغت خواہ اصطلاح شرع میں مراد یہ ہے کہ زبان سے آہستہ پڑھاجائے اور صرف دل میں قراۃ کرنے کو قراۃ نہیں کہتے۔ جس پر ہم نے محدثین اور فقہ حنفیہ کی عبارتیں پیش کیں چند پرچوں میں یہ مضمون چلا درمیانی قرات **فی السکات** اور سند عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ وغیرہ مسائل زیر بحث آئے۔ آخر مولوی صاحب اصل موضوع کو چھوڑ کر کہنے لگے کہ جب آپ فاتحہ کو فرض کہتے ہو تو جو صحابہ فرضیت کے منکر ہیں ان کو کافر کہو، کیونکہ فرض کا منکر کافر ہے اس لیئے یا فتویٰ دو یا فرضیت سے دستبردار ہوجاؤ ہم نے جواب میں کہا کہ تحقیق کا اختلاف ہے اس لیئے **مخطی** تو کہا جاتا ہے لیکن کفر کا فتویٰ نہیں خود آپ کی کتابوں کے اندر ایسی چیزیں موجود ہیں چنانچہ **ھدایہ** جلد ۱ ص ۲۹ر فصل **فی الغسل** میں ہے وفرض الغسل المضمضۃ والاستنشاق وغسل سائر البدن وعند الشافعیؒ ھما سنتان۔

آپ کے فیصلے کے مطابق آپ بھی یا تو امام شافعی کو کافر کہو یا پھر ان دونوں **مضمضہ** واستنشاق کی فرضیت کے دعویٰ سے دستبردار ہو جائیں۔ اس کے بعد لکھا کہ یہ الزامی جواب ہے ہم پر لازم نہیں آتا کیونکہ ہمارے احناف اپنے مخالفین کو حق و صواب کے دائرے سے باہر نہیں جانتے اور اپنے مسلک میں بھی خطا کا امکان سمجھتے ہیں۔ ہم نے جواب میں لکھا کہ الزام آپ پر قائم کیونکہ اگرچہ آپ اپنے مذہب میں خطا کا امکان سمجھتے ہو لیکن یہ بات فتویٰ سے مانع نہیں امام شافعی پر فتویٰ دے

WWW.AHLULHADEETH.NET

دیں اور بھلے اس فتوئی میں بھی خطا کا امکان موجود ہو نیز ایک طرف تو کہتے ہو کہ ہمارے مخالف حق سے باہر نہیں دوسری طرف باطل اور غلط ہونے کا حکم بھی لگاتے ہیں۔ مثلاً اسی مسئلہ میں کئی بار یہ حکم لگا چکے ہو۔ ایضا آپ کی ہدایہ ص ۱۳۴ جلد ا باب مایفسد الصلوۃ وما یکرہ فیھا میں ہے۔

ومن تکلم فی صلاتہ عامدا اوساھیا بطلت صلواتہ خلافا للشافعی رحمہ اللہ تعالی فی الخطا والنسیان۔ ھ

آپ بھی بتائیں کہ امام شافعی کے لئے کیا فیصلہ دیں گے۔ اسکے بعد خاموشی ہوگئی پھرکوئی جواب نہیں آیا اس طرح مناظرے ہوتے رہتے ہیں۔

سوال نمبر۱۱۔ تبلیغ دین کے سلسلے میں آپ نے کن کن ممالک کا دورہ کیااور کن علماء کرام سے ملاقات ہوئی وہاں آپ کو کیا کیا واقعات پیش آئے تفصیل سے بتایئے؟

جواب۔ تقسیم ہند سے پہلے ہندوستان کے بعض شہروں میں جان ہوا بٹالہ ضلع گرداس پور کانفرنس میں شرکت کی۔ اور اہل حدیث کے امتیازی مسائل کے موضوع پر ایک لکھی ہوئی تقریری بنام "احسن الدلائل علی بعض المسائل" اردو زبان میں جلسے میں پڑھ کر سنائی۔ اور سندھ سے باہر علماء اہل حدیث سے پہلی ملاقات کا یہ دور تھا غالبا یہ ۱۹۴۵ء کی بات ہے اور دوسرے سال بھی بٹالہ کانفرنس کی صدارت کی اور فرقہ ناجیہ کے موضوع پر ایک مختصر تقریر کی اس کانفرنس میں دیگر علماء کے علاوہ شیخ الاسلام علامہ مفسر و محدث ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری نے بھی شرکت فرمائی تھی۔ اسی جلسے میں اراکین جلسے کے زور پر "مسلک اہل حدیث کی حقانیت" پر سندھی زبان میں مختصرتقریر کی۔ اس سال پہلے دہلی چلے گئے۔ اور دس دن وہیں رہے علماء سے ملاقت ہوئی اور علامہ عبدالرحمان صاحب نو مسلم (جو کہ آج کل کراچی میں آباد ہیں) ان کی دعوت پر ان کی مسجد میں جمعہ پڑھایا۔ اور اسی اثناء میں علامہ موسی جار اللہ روسی تشریف فرما تھے اس سے ملاقات ہوئی۔ تقریباً تین گھنٹے تک اس کے ساتھ عربی میں گفتگو ہوتی رہی کیونکہ وہ اردو زبان نہیں بول سکتا تھا۔ دوران گفتگو کئی

WWW.AHLULHADEETH.NET

اصولی خواہ فروعی مسائل زیر بحث آئے۔ دھلی کے بعد ہم امرتسر پہنچے اور علامہ شیخ الاسلام کے ہاں مہمان رہے ان دنوں میں کئی مسائل میں آپ سے استفادہ کیا ور دیگر علماء سے کئی مسائل پر گفتگو اور مباحثہ ہوتا رہا۔ اس کے بعد بٹالہ کی کانفرنس میں شرکت کے لئیے روانہ ہوگئے۔ اس طرح سے سفر پورا ہوا۔ اس اثناء میں چند مرتبہ احمد پور شرقیہ گئے اور علامہ محدث ابو محمد عبدالحق بھاولپوری المہاجر المکی کے یہاں مہمان رہے اور ان کی مسجد عباسیہ میں کئی بار تقریریں کیں اور تقسیم کے بعد پھر ہندوستان جانا نہیں ہوا۔

اسی طرح کئی بار حج پر جانے کا اتفاق ہوا اور حرمین شریفین میں تقریر و تبلیغ کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ کبھی عربی میں کبھی اردو میں تقریر و تبلیغ ہوتی رہی اور ایک دفعہ دارالحدیث مکتۃ المکرمہ میں طلباء و اساتذہ کے سامنے اتباع سنت پر محاضرہ دیا۔ اور دو دفعہ الجامعتہ الاسلامیہ مدینہ منورہ میں محاضرہ دیا۔ پہلی مرتبہ اتباع سنت پر تقریر کی طلباء کے علاوہ فضیلتہ الشیخ ناصر الدین البانی اور دوسرے اساتذہ موجود تھے۔ چونکہ اس وقت بعض اساتذہ نے تصوف کی حمایت میں کچھ بیانات دیئے میں نے اس تقریر میں تصوف کی اچھی طرح تردید کی اور اس کی حقیقت ظاہر کی جس پر بعض صوفی اساتذہ جو اپنے آپ کو چھپائے رکھتے تھے وہ ظاہر ہوئے بالا آخر وہ مدینہ یونیورسٹی سے نکالے گئے اور دوسرے محاضرہ میں محدثین کی خدمات اور علم حدیث کے حصول اور اس کے نشر کرنے میں جو ان کو تکالیف درپیش آئیں ان کو بیان کیا۔ اور یہ دونوں محاضرے سماحتہ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ ابن باز کی دعوت پر دیئے گئے۔ کیونکہ شیخ موصوف اس وقت مدینہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر تھے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مدینہ منورہ کے قریب بستی جوف جاتے رہے اور مساجد میں تقریریں ہوتی رہیں۔ ایک دفعہ مدینہ منورہ میں مغرب کے بعد تقریر کے دوران مخالفین اہل بدعت نے ایک غنڈہ آدمی کو مجھ پر قاتلانہ حملہ کرنے کے لیئے بھیجا۔ وہ مجمع میں گس آیا حلقہ پار کرکے میر سامنے آکر بیٹھا میں نے اس کو مشتبہ سمجھا۔ لیکن تقریر جاری رکھی. تھوڑی دیر کے بعد اس کے آنکھوں سے آنسوں بہنے شروع ہوئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اٹھ کے چلا گیا جاکر بھیجنے

WWW.AHLULHADEETH.NET

والوں کو بتادیا کہ مجھے ہمت نہ ہوسکی۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ ایک سندھی نے مدینہ منورہ میں دوران تقریر کچھ اعتراضات کیئے اور کچھ بدکلامی بھی کی اور بڑبڑاتا ہوا چلا گیا۔ اسی سال جب ہم مکہ مکرمہ پہنچے اور حسب عادت بعد مغرب نماز حرم شریف میں تقریروں کا سلسلہ جاری رہا وہی شخص کسی ایک نشست میں آکر بیٹھا اور پھر وہی اعتراضات و بدکلامی شروع کی۔ اللہ کی طرف سے غیبی امداد پہنچی ایک شخص جو وہاں اس وقت مجلس میں موجود نہیں تھا نہ معلوم کیسے اچانک پہنچ گیا اور اپنی چپل نکال کر اس پر چڑھ گیا اور اس کی خوب پٹائی کی۔ میں نے حاضرین سے درخواست کی کہ اس غریب کو چھڑواؤ اور وہ مارنے والا شخص اچانک وہیں سے غائب ہوگیا۔

حج کے موقع پر ایک مہینے تک حکومت کی طرف سے روزانہ مختلف زبانوں میں تقریروں کا انتظام ہوتا تھا بعض شیعہ لوگ شرارت کرتے تھے۔ اور ہر سال پاکستانی اور ہندوستانی محرم کے دنوں میں اماموں کے نام کئی سبیلیں لگاتے تھے تقریر کرنے والوں کو حکومت کی طرف سے ہدایات ملیں کہ خلافت راشدہ بیان کریں اور سبیلوں کی تردید کریں میں نے مسلسل دو راتوں کی تقریر میں اسی موضوع کو بیان کیا جسکا اثر یہ ہوا کہ کسی ایک آدھ کے علاوہ کسی نے بھی سبیل نہیں لگائی۔

اس طرح ایک سال منیٰ میں مصر کے رئیس انصار السنہ شیخ رشاد شافعی اور ان کی جماعت کی دعوت پر ان کے خیمہ میں گئے اور وہاں توحید و اتباع سنت پر تقریر کی اور دو مسائل کی خاص طور پر تردید کی۔ ایک داڑھی کا منڈوانا جو کہ مصریوں کا عام رواج ہے دوسرا فتنہ انکار حدیث جس کے متعلق میں نے سنا کہ ایسے لوگ بھی ہیں جن پر اس تقریر کا بہت اثر ہوا بعض حاضرین نے حدیث بابت اعتراضات بھی کیئے جن میں ان کا اعتراض یہ بھی تھا کہ قرآن حکیم میں کافروں کے اس قول کی "ان تتبعون الا رجلا مسحورا" اور بخاری کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کیا گیا۔ حالانکہ قرآن کریم آپ کو معصوم بتلاتا ہے۔ میں نے سوال کرنے والوں سے پوچھا یہ عصمت سب انبیاء کے لئے ہے یا صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص ہے؟ تو انہوں نے کہا

WWW.AHLULHADEETH.NET

کہ سب کے لئے ہے میں نے سورۃ طٰہٰ کی آیت پڑھی فاذا حبالهم و عصيهم يخيل اليه من سحرهم انها تسعىٰ (طٰہٰ' آیت ۶۶) اور میں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام پر سحر کا اثر ہوا اور اگر یہی وجہ حدیث پر اعتراض کرنے کی ہے تو یہی اعتراض قرآن پر بھی وارد ہو سکتا ہے۔ پھر وہ خاموش ہوگئے اور میں نے ان کو سمجھایا کہ آپ انسان اور بشر تھے اور انسانوں کے جسم پر جادو کا اثر ہوجاتا ہے اور کئی جسمانی تکالیف ہوتی ہیں۔ اس بات میں آپ انسانوں سے مستثنیٰ نہیں ہیں۔ لیکن بحیثیت رسول اور نبی ہونے کے آپ کی دعوت اور تبلیغ اور وحی الاہی بیان کرنے پر کوئی اثر نہ ہوا اور نہ آپ سے غلط بات سرزد ہوئی اور یہی آپ کی عصمت کے لئے بڑی دلیل تھی' کہ باوجود اس کے کہ آپ کے جسم پر آپ کے دشمنوں کے جادو کا اثر تو ہوا' لیکن آپ کی تبلیغ اور تعلیم متاثر نہیں ہوئی۔ ذاتی باتوں میں تو بھول ہوتی تھی' لیکن نہ کوئی آیت بھولی اور نہ کسی حکم الاہی کو بھلایا یا غلطی سے بدلا یا ثابت ہوا کہ آپ کی رسالت اور نبوت کا اللہ تعالیٰ محافظ تھا لہٰذا اگر چہ ان کی طبیعت یا جسمانی ہیئت تو متاثر ہو سکتی تھی۔ لیکن آپ کی دعوت اور ادائے رسالت اس سے بالا تھی۔ اس پر سب لوگ مطمئن ہوئے اور خاموش ہوگئے اسی طرح مدینہ منورہ میں میرے خلاف حکام کو کچھ شکایت کی گئی کہ یہ لوگوں کو گمراہ کررہا ہے اس کو تقریر سے روکا جائے۔ چنانچہ حکومت کی طرف سے کئی آدمی آکر تقریر میں بیٹھتے تھے شکایت کرنے والوں کو یہی جواب ملا جو بات کہتا ہے وہ دلائل سے کہتا ہے۔ بغیر دلائل کے نہیں کہتا لہٰذا پابندی نہیں کی جاسکتی بلکہ اسی سال روزانہ شام کو مسجد نبوی میں عصر نماز کے بعد لاؤڈ اسپیکر تقریر کے لئے لگایا جاتا تھا۔ اسی طرح ہر دفعہ جب حج پر جانا ہوتا تو تبلیغ کا کام جاری رہتا تھا اور جب ہم چند سال مکہ معظمہ میں جاکر سکون پذیر ہوئے تو یہ سلسلہ باقاعدہ اہتمام سے جاری ہوا اور حرمین کے علاوہ مختلف شہروں اور گوٹھوں کا دورہ ہوا۔ بالخصوص جدہ' نخیل' شقہ' حائل وغیرہ شہروں میں درس اور تقریریں ہوتی رہی اور مختلف طبقہ کے علماء سے ملاقاتیں اور ان کے ساتھ مختلف مسائل پر گفتگو اور افہام و تفہیم کا سلسلہ جاری تھا اور مدارس میں تدریس کے علاوہ فجر کی نماز کے بعد سنن ابی داؤد اور اصول

WWW.AHLULHADEETH.NET

حدیث اور اسماء الرجال کے دروس ہوتے تھے۔ مغرب کے بعد ایک رات بخاری اور ایک رات تفسیر ابن کثیر کا درس عربی میں ہوتا تھا اور جمعرات کو اردو میں عام تقریر ہوتی تھی اور عربی دروس میں مختلف ممالک کے لوگ شریک ہوتے تھے مثلاً کویت، مصر، شام، سوڈان وغیرہ ملکوں سے جماعتیں آکر درس میں شریک ہوتی تھیں اور ریلیں بھر کے لے جاتیں تھیں۔

حج کے دن منی میں بھی تقریروں کا سلسلہ جاری تھا۔ حرم المکی میں میری تبلیغ و تقریر کے لیئے سب سے بڑی رکاوٹ تبلیغی جماعت تھی۔ کیونکہ میں ان کے طریقہ کار پر تنقید کرتا کہ صرف لفظی کلمہ پڑھنا یا پڑھانا کافی نہیں ہے۔ بلکہ توحید و سنت کو اجاگر کیاجائے اور شرک کی اور بدعت کی نشاندھی کرنا ضروری ہے اور ان کے جلسہ وغیرہ کو میں بدعت کہتا تھا جس پر بہت گرم ہوئے اور شکایتیں کیں مگر الحمد اللہ کامیاب نہیں ہوئے۔

ریاست عمان کا بھی دورہ ہوا اور مختلف مساجد میں عربی اردو تقریریں ہوئیں مطرح کی کپڑے کی بازار کی مسجد میں جمعہ پڑھایا اور وہاں کے قاضیوں اور دیگر بعض حکام، کئی دوستوں سے ملاقات ہوئی وہاں کا سرکاری مذہب اباضیہ (یعنی خوارج) ہے۔ انہی لوگوں کی اکثریت ہے اس لیئے سرکاری مسجد میں تقریر کرنے کی اجازت نہیں ملی اور وہاں کچھ دیوبندی عقیدہ کے لوگ ہیں اہل حدیث بالکل تھوڑے ہیں انہیں کی دعوت پر وہاں جانا ہوا۔

الامارات المتحدۃ العربیہ (گلف) کا بھی دورہ ہوا۔ شارجہ، دوبئ، ابوظہبی، خورفقان عجمان شہروں میں عربی اردو میں تقریریں ہوئیں ایک جمعہ ریاست العجمان کی سرکاری مسجد میں پڑھایا اور دو جمعے شارجہ کی ایک مسجد میں پڑھائے اور شارجہ اور عمان کے سرکاری وعظ و اشاعت کے اداروں میں محاضرے دیئے اور وزارت اوقاف کی طرف سے تقریروں کے لیئے عام اجازت نامہ ملا ہوا تھا۔ وہاں بھی صرف اس ایک مسجد میں تبلیغ جماعت والے ہوتے ہیں انہوں نے وہاں تقریریں نہیں کرنے دی باقی ہر جگہ بڑے شوق سے میری تقریر سنی گئی اور کافی مسائل پر بحث مباحثہ بھی ہوتا رہا۔۔ جن میں خاص قابل ذکر باتیں یہ ہیں۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

۱- وہاں کی جماعت اہل حدیث میں کچھ اختلاف تھا اور اس فتنے نے بھی کچھ سر اٹھایا کہ اہل حدیث کہلوانا نہیں چاہیئے ہم نے کوشش کر کے اس فتنہ کو ختم کروایا اور انکے اعتراضات کے جوابات دیئے اور جماعت کی مصالحت کرا کے اشاعت کے لئے ایک دفتر قائم کروایا۔

۲- وہاں ہندوستانی اور پاکستانی کافی لوگ رہتے ہیں جن کی اکثریت حنفی مذہب رکھتی ہے۔ مگر ہمارے ملک کی طرح ان میں تعصب بالکل نہیں۔ بلکہ توحید و سنت کی تقریریں بڑے شوق سے سنتے تھے۔ حتی کہ پٹھان لوگ بھی کثرت سے جلسوں میں شرکت کرتے تھے۔ اس کا سبب بھی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ متعصب علماء نہیں ہیں جو ان کو بھڑکاتے ہوں۔ یا اہل حدیثوں کے خلاف نفرت دلاتے یا ان کی تقریریں سننے سے روکتے ہوں اس لیئے وہ خالی ذہن ہوتے تھے اور حق بات اچھی طرح سنتے اور حق کو قبول کرتے ہیں۔

۳- دوبئی میں وزارت اوقاف کے دفتر میں ایک فلسطینی نوجوان سے ملاقات ہوئی جو صاحب علم بھی تھا۔ دوران گفتگو اس نے کچھ مسائل بھی پوچھے پھر اس نے کہا کہ ایک بات بتاؤ کہ یہاں جو اکثر ہندوستانی اور پاکستانی لوگ آباد ہیں وہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کیوں نہیں پڑھتے؟ جبکہ حدیث میں صریح حکم موجودہ ہے میں نے ان کے جواب میں کہا کہ یہ لوگ حنفی مذہب سے تعلق رکھتے ہیں ان کے مذہبی کتابوں میں لکھا ہے کہ نہیں پڑھنا چاہیئے اس لیئے نہیں پڑھتے۔

تو اس نے کہا کہ اگر حنفی ہیں تو کونسی بات ہے حنفی مذہب کا معنی یہ ہے کہ کہ حدیث پر عمل نہ کیا جائے؟

حالانکہ میں خود حنفی المذہب ہوں اور امام کے پیچھے سورہ فاتحہ پڑھتا ہوں اور امام صاحب نے خود فرمایا ہے کہ جب حدیث صحیح ثابت ہو تو میرا مذہب وہی ہے میں حیران تھا کہ ہمارے ملک کے حنفی کیا کہتے ہیں۔ اور یہ حنفی کیا کچھ کر رہا ہے اور واقعی امام صاحب کا یہ قول مشہور ہے جیسا کہ فرقہ حنفی کی مشہور کتاب "شامی" میں مذکور ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک کے حنفیوں کو بھی اسی طرح ہدایت کرے کہ حق بات کو وہ بھی تسلیم کریں۔ اسی طرح یہ سفر ایک مہینے میں پورا ہو گیا۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

سوال نمبر۱۲۔ ○ اہل حدیث کے مسلک پر عموماً یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ تقلید سے بیگانہ ہوکر ہر شخص قائد بن بیٹھتا ہے۔ آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے؟

جواب۔ ☆ اہل حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا قائد سمجھتے ہیں ان کے علاوہ دوسرے کی قیادت کو ضروری نہیں جانتے لہٰذا ان پر یہ الزام صحیح نہیں ہے۔ بلکہ یہ تو مقلدین کا شیوہ ہے جو بوقت ضرورت دوسرے اماموں کی طرف چلے جاتے ہیں مثلاً حنفیہ تدریس و امامت کی تنخواہ کے بارے میں امام ابوحنیفہ کو چھوڑ کر امام شافعی کے قول پر فتویٰ دیتے ہیں اور مفقود الخبر کے بارے میں اپنے امام کے بجائے امام مالک کے قول کو لیتے ہیں چنانچہ علامہ اشرف علی تھانوی نے اس کے بارے میں ایک رسالہ بنام "الحیلتہ الناجزۃ للحلیلتہ العاجزۃ" اس طرح طلاق ثلاثہ کے بارے میں اہل حدیثوں سے فتویٰ لینے آتے ہیں۔

سوال نمبر۱۳۔ ○ آپ کی تقاریر عام طور پر قرآن کے حوالجات سے مزین ہوتی ہیں، قرآن کا یہ **استحضار** آپ نے کس طرح حاصل کیا؟

جواب۔ ☆ اس بات کا دارو مدار دراصل دو باتوں پر ہے ایک یہ کہ جس فن سے زیادہ شغف ہوگا اور اکثر مطالعہ میں رہے گا تو اسی کا **استحضار** ممکن ہوتا ہے۔ دوسری چیز تجربہ ہے۔ جن دنوں میں نے ابھی قرآن شریف حفظ نہیں کیا تھا تو میرا یہ طریقہ تھا کہ ایک حمائل چھوٹی میری پاس تھی جس کے سرورق پر میں نے آیات کے نشان لگادیئے تھے اور تقریر میں وہ آیتیں نکال کر یا پھر مجلس میں کوئی حافظ بیٹھا ہوتا تو اس سے آیت پڑھاتا یا حوالہ پوچھ کر قرآن سے نکال لیتا۔ اس طرح تجربہ ہوتا گیا اور جب اللہ تعالیٰ کے فضل سے حفظ کیا تو کام اور آسان ہوگیا اور قرآن شریف سے زیادہ تعلق کچھ والد صاحب مرحوم کی تقاریر اور خطباء کا اثر تھا۔ اور پھر شیخ الاسلام علامہ ثناء اللہ امرتسری کی تصنیفات کے مطالعہ سے بھی کافی متاثر ہوا خاص طور پر جب تفسیر قرطبی کی ابتدائی پندرہ جلدیں ۱۹۴۷ء میں مکہ معظمہ سے خرید کر لایا تو اس کا مطالعہ کیا یہی شوق غالب

WWW.AHLULHADEETH.NET

آگیا اور یہی دھن رہی کہ ہر بات قرآن کریم سے ثابت کی جائے اس طرح اللہ کی مدد شامل حال ہوئی اور رہنمائی حاصل ہوتی رہی۔

سوال نمبر ۱۴۔ بدعت کی کیا تعریف ہے؟ اور یہ کس طرح شروع ہوتی ہے اور بدعت کس طرح پروان چڑھتی ہے؟ اور کیا کوئی چیز "بدعت حسنہ" بھی ہوتی ہے؟

جواب۔ ☆ اصطلاح شرع میں بدعت ہر وہ کام ہے جو دین کے اندر نیا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت نہ ہو۔ قال اللہ تعالیٰ ورھبانیتہ ابتدعوھا ماکتبناھا علیھم الا ابتغاء رضوان اللہ (الحدید آیت ۲۷) اور حدیث میں ہے "من احدث فی امرنا مالیس منہ وفی لفظ لیس علیہ امرنا وفی لفظ لیس علیہ امرنا فھو رد" (صحیحین) پس جو کام خیر کا سمجھ کر یا ثواب کی نیت سے کیاجائے اور اس کا قرآن و حدیث میں ثبوت نہ ہو وہ بدعت ہے اور مردود ہے کیونکہ دین مکمل ہوچکا ہے الیوم اکملت لکم دینکم (مائدہ) اور امام مالک سے منقول ہے کہ جو آدمی ایسے کام کو دین سمجھتا ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں نہیں تھا تو گویا یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر (معاذ اللہ) رسالت کے پہنچانے میں خیانت کا الزام عائد کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ کا رسول کو حکم ہے یا ایھاالرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فمابلغت رسالتہ (المایدۃ آیت ۶۷) نیز امام مالک فرماتے ہیں جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں دین نہیں تھی تو وہ بعد میں کیسے دین ہو سکتی ہے۔ (الاعتصام للشاطبی) اور شروعات اس طرح ہوئی کہ لوگوں نے قرآن و حدیث کے احکام کو اپنے لیے کافی نہیں سمجھا بلکہ اپنے بڑوں اور بزرگوں کی تقلید میں ان کی باتوں اور معمولات کو بھی دین سمجھنے لگے اور اس طرح بدعات کے لئے دروازہ کھل گیا۔ اور ان کی ظاہری خوبصورتی' عوام کو قائل کرنے کے لئے کافی تھی۔ اور جب تقلیدی مذاہب کا دور دورہ ہوا اور پیری مریدی کا رواج عام ہوا تو بدعات کو پروان چڑھنے کا موقعہ ملا' اس لیئے تحقیق کا دروازہ بند سمجھا گیا اور کئی

WWW.AHLULHADEETH.NET

مولویوں نے فتویٰ دیا کہ اجتہاد ہمیشہ کے لئے ختم ہے۔ جس وجہ سے لوگوں نے دلائل (قرآن و حدیث) کی طرف رجوع کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ بلکہ اپنے اماموں اور پیروں کے اقوال اور اعمال کو ہی اپنے لیے سند سمجھا اور اس طرح بدعت و سنت کی تمیز نہ رہی اور جوں جوں بدعت بڑھتی گئی اور سنت ناپید ہونے لگی۔

جس چیز پر اصطلاح شرعی میں بدعت کا اطلاق آسکتا ہے وہ سب سیئات ہیں ان میں کوئی حسنہ نہیں ہوسکتی۔ اور بدعت کو حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کرنا غلط ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کل بدعت ضلالۃ (مسلم)

سوال نمبر۱۵۔ ○ آپ کے خیال میں اس دور کی اہم بدعات کیا ہیں؟

جواب۔ ☆ بدعات بے شمار ہے ان سب کی اہم بنیاد دو چیزیں ہیں تقلیدی مذاہب اور پیری مریدی باقی ہر ملک میں الگ بدعتیں ہیں اور ہر مذہب اور طریقہ میں پیروں نے کئی بدعتیں نکالی ہوئی ہے۔

سوال نمبر۱۶۔ ○ قوم سے بدعت اور شرک نکالنے کے لئے کون کونسے اقدام مفید ہونگے؟

جواب۔ ☆ اپنی علمی طاقت اور زبانی و قلمی طاقت ان کے مٹانے کے لئے صرف کی جائے اور جتنی طاقت ہو اس کو صرف کیا جائے۔ حتیٰ کہ حکومت فوجی طاقت استعمال کرے۔ یہ سب جہاد کے طریقے ہیں' جن سے ہمیشہ اہل اسلام شرک و بدعت کو مٹاتے رہے ہیں اور ساتھ ساتھ سنت و توحید سے تمسک نہایت ضروری ہے' اس کے بغیر کامیابی ناممکن ہے۔

سوال نمبر۱۷۔ ○ تقلید کی کیا تعریف ہے' کیا ہر انسان کے لئے

WWW.AHLULHADEETH.NET

تقلید ضروری ہے؟ اگر نہیں تو قرآن اور سنت کی روشنی میں ثابت کریں؟

جواب۔ ☆ تقلید کی تعریف یہ ہے کہ "بغیر دلیل کے معلوم کیے کسی کی بات مانی جائے" یہی تعریف سب فقہاء نے کی ہے اور خود فقہاء کے نزدیک دلیل چار قسم کی ہے قرآن و حدیث، اجماع اور قیاس، پس تقلید کو ضروری کہنے کا مطلب ان چار چیزوں میں سے کسی کا علم نہ ہونا ضروری ہے گویا کہ بے علمی ضروری ہے اور تقلید کو واجب یا مستحب کہنا اس کو مستلزم ہے کہ بے علمی واجب اور مستحب ہے اور اگر مباح اور جائز کہا جائے تو بھی کہنا پڑے گا کہ بے علمی جائز و مباح ہے حالانکہ وہ فریضہ ہے۔ پس تقلید کو ضروری کہنا تو کیا اس کو معقول بھی نہیں کہا جا سکتا ہے۔ قرآن کے اندر حکم ہے اتبعوا ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوامن دونہ اولیاء (الاعراف آیت ۔۳) یہاں ما انزل کے اتباع کا حکم ہے کہ جو فی نفسہ دلیل ہے اور من دونہ کی اتباع سے منع ہے جو کہ دلیل نہیں۔ ثابت ہوا کہ غیر مدلل چیز کو قبول کرنے کی منع ہے جو کہ تقلید کی منع کو مستلزم ہے نیز فرمایا کہ: وان تنازعتم فی شیء فردوہ الی اللہ والرسول (النساء) ثابت ہوا کہ اختلاف کے وقت دلیل کی تلاش کرنے کا حکم ہے تاکہ صحیح قول اور غیر صحیح کی تمیز ہو یہ بات تقلید کے منافی ہے نیز فرمایا کہ اتخذوا احبارھم ورھبانھم ارباب من دون اللہ (التوبہ آیت ۳۱) اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اما انھم لم یکونوایعبدونھم ولکنھم کانوا اذا احلوالھم شیئا" استحلوہ واذا حرمواعلیھم شیئا" حرموہ (الدرالمنثور جلد ۳، ص ۲۳۰) بحوالہ ابن سعد و عبدالحمید والترمذی و ابن المنذر وابن ابی حاتم و الطبرانی وابی شیبہ وابن مردویہ والبیھقی۔

سوال نمبر ۱۸۔ ○ امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں یہ اختلافات کب سے شروع ہوئے اور ان کے پیدا ہونے کے اسباب کیا تھے۔ تفصیل سے بتایئے؟

جواب۔ ☆ فہم کا اختلاف ہونا فطری چیز ہے۔ لیکن سلف میں اس آیت

WWW.AHLULHADEETH.NET

پر عمل تھا کہ وان تنازعتم فی شیئا" فردوہ الی اللہ والرسول اور جہاں کسی مسئلہ میں اختلاف ہوا تو قرآن و حدیث کی طرف رجوع کر کے معاملہ طے کر لیتے تھے۔ اور اختلاف ختم ہو جاتا تھا۔ لیکن جب آراء و اقوال کو بھی دین سمجھا گیا ان کے اتباع کو واجب کہا گیا تو ہر ایک اپنے اپنے پیشوا کے فرمان یا طریقہ کار پر قائم رہنے لگا اور ہر ایک فریق الگ ہوتا گیا اور تعصب ان پر سوار ہو گیا جس وجہ سے اختلاف نہ مٹ سکا اب بھی اگر دیانت داری سے قرآن و حدیث پر فیصلہ کیا جائے تو اختلاف ختم ہو سکتا ہے اس کے سوا کوئی حل نہیں۔ وما اختلفتم فی شیئا" فحکمہ الی اللہ (الشوریٰ)

سوال نمبر۱۹۔ ○ جب مسلمان تھوڑے تھے تو ہمیشہ کامیاب و کامران ہوتے تھے اب مسلمان زیادہ ہوگئے ہیں پھر بھی ناکام رہتے ہیں اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جواب۔ ☆ پہلے مسلمان توحید و سنت پر پورا یقین رکھتے تھے۔ اور قول عمل کے لحاظ سے دونوں سے پورے سرشار تھے اور اس توحید کی برکت سے ان کے اندر قوت ایمانی اور جذبہ جہاد اور حمیت دینی اور غیرت اسلام موجزن تھی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر وقت مشعل راہ سمجھتے تھے جیسے جیسے ان خوبیوں میں کمی آتی گئی تو ان کے حالات تبدیل ہوتے گئے جذبہ جہاد ختم ہوتا گیا اور بے ہمتی اور بزدلی کے شکار ہوگئے۔ چنانچہ قرآنی فیصلہ ہے۔ سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بما اشرکوا باللہ مالم ینزل بہ سلطانا" (آل عمران آیت - ۱۵۱) اس وقت جبکہ قبروں اور آستانوں کی پوجا ہو رہی ہے۔ اور مزاروں پہ عرس ہو رہے ہیں۔ اور ہر معاملے میں شرک جاری و ساری ہے تو ایسی صورت میں جذبہ جہاد یا غیرت ایمان کیا رہے گی۔ اور سنت کی جگہ تقلیدی مذاہب اور پیری مریدی نے لے لی تو پھر صرف کثرت اور افراد کی بہتات کیا فائدہ دے سکتی ہے۔

سوال نمبر۲۰۔ ○ اکثر و بیشتر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اہل حدیث شدت میں آکر منکرین حدیث بن بیٹھتے ہیں یہ بات کہاں تک صحیح ہے؟ وہ لوگ غلام احمد قادیانی، سرسید، پرویز کی مثال پیش کرتے ہیں؟

WWW.AHLULHADEETH.NET

جواب- ☆ ہدایت و گمراہی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں بعض لوگ مسلمان ہوئے اور صحابہ کی جماعت میں شامل ہونے کے بعد مرتد ہو گئے۔

لیکن اہل حدیث کبھی بھی حدیث کا منکر نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ وہ اصل اور ماخذ صرف قرآن و حدیث کو ہی جانتا ہے۔ اور انکار حدیث کے دروازے تو فقہاء نے کھولے ہیں۔ جنہوں نے بعض اپنے ایسے قواعد بنائے ہیں جس سے انکار حدیث کی راہ نکلتی ہے۔ مثلاً یہ کہنا کہ خبر واحد عقائد میں معتبر نہیں یا یہ کہنا کہ اذا تعارضا تسا قطاجب قرآن و حدیث کے اندر ایسا تعارض موجود ہے تو پھر وہ چیز مشکوک بن گئی - حالانکہ اہل حدیث کا تو یہ مذہب ہے کہ دو صحیح حدیثوں میں تو ایسا تعارض ہو ہی نہیں سکتا اس کو مولوی عبدالحی لکھنوی نے "الاجوبۃ الفاضلہ" میں بھی ثابت کیا ہے اور جن کا نام آپ نے لیا ہے مثلاً غلام احمد قادیانی یا سر سید احمد یا پرویز یہ خود اہل حدیث نہیں تھے بلکہ فقہاء نے یہ قاعدہ لکھا ہے کہ "ان کل خبر یجئی بخلاف قول اصحابنا فانہ یحمل علی النسخ اولانہ معارض بمثلہ ثم صارالی دلیل آخر اور ترجیح فیہ بما یحتج بہ اصحابنا من وجوہ الترجیح او یحمل علی التوفیق (اصول الکرخی مع تاسیس النظر ص ۶۴) اسی قائدہ کو لے کر منکرین حدیث نے کئی احادیث کو رد کیا اور یہی کہا کہ لوگوں کے عام طرح کے عمل کے خلاف ہے لھذا معتبر نہیں ہے۔

ڈاکٹر غلام جیلانی برق کتاب دواسلام ص ۱۲۳۸ طبع ششم میں لکھتا ہے دوم ..... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لاکھوں مسلمانوں نے نماز پڑھتے دیکھا انہیں کروڑوں نے اور یہ سلسلہ ہم تک پہنچ گیا کیا ان ارب کھرب انسانوں کی شہادت کافی نہیں؟ کیا دیہاتی مسلمان صحیح بخاری سے نماز کا طریقہ سیکھا کرتے ہیں؟ جس طریقے سے ہمارے آباؤ اجداد نماز ادا کرتے رہے ہم نے وہ سلسلہ جاری رکھا- اور اب نئی نسل ہماری نقل اتار رہی ہے- یہاں بخاری کی کوئی ضرورت ہی کہاں پیش آتی ہے- کشمیر کی ساری وادی میں غالباً" بخاری کا کوئی نسخہ موجود نہیں ہو گا لیکن وہ لوگ پھر بھی نہایت تفہیم سے نماز پڑھتے ہیں- (انتھی)

یہ سب ان فقہاء اور ان کے قواعد کا اثر ہے جو عام معمول کو کسوٹی سمجھ

WWW.AHLULHADEETH.NET

کر کئی حدیثوں کو رد کرتے ہیں یا ان سے اپنے آپ کو مستثنیٰ سمجھتے ہیں۔
سوال نمبر۲۱۔ ○ کیا آپ کے خیال میں اس دور میں کسی ملک میں اسلامی نظام نافذ ہو سکتا ہے اگر ہو سکتا ہے تو اسکے لئے علماء کرام کو کیا کیا اقدام کرنے ہوں گے؟

جواب۔ ☆ اسلامی نظام ایسا ہے کہ جو بھی حکومت اپنے ملک میں نافذ کرنا چاہے تو کر سکتی ہے اور علماء کا فریضہ یہ ہے کہ وان تنازعتم فی شئی فردوہ الی اللہ والرسول اور اسی پر عمل کریں اور اسی کے مطابق اپنے سارے اختلافات ختم کرکے قرآن و حدیث کو حکم بنائیں اور اسی کی دعوت دیں اور شرک و بدعت جس کا دروازہ قرآن و حدیث کو چھوڑنے یا ان کے ساتھ دوسری چیزوں آراؤ وا قوال کو ملانے سے کھلا ہے ان کی خوب تردید کریں اور حکام تک بموجب حدیث الدین النصیحتہ للہ والرسول والائمتہ المسلمین وعامتھم (مسلم) پہنچ کر ان کو قرآن و حدیث سے آشنا کرایا جائے اور نیک کاموں کی عاقبت محمودہ اور برے کاموں کی عاقبت سیئہ سے خبردار کریں۔ اسی طریقے سے وہ اللہ تعالیٰ کی مدد کے مستحق ہوں گے غرض ہر ایک کو اپنی قوت کے مطابق امر بالمعروف والنھی عن المنکر کرنا چاہیئے۔ولینصرن اللہ من ینصرہ ان اللہ لقوی عزیز۔ الذین ان مکنٰھم فی الارض اقاموا الصلوٰۃ و اٰتوا الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھوا عن المنکر وللہ عاقبتہ الامور (الحج آیت ۔ ۴۰ ۔ ۴۱)۔
سوال نمبر۲۲۔ ○ کیا آپ علماء کرام کا براہ راست سیاست میں دخل مناسب سمجھتے ہیں؟

جواب۔ ☆ دین اسلام خود ایک مستقل سیاست ہے۔ اسلام نے عبادات اور معاملات کے ساتھ فوجی احکام، راعی اور رعیت کے آداب اور نظم و نسق کے قواعد اور قیادت کا طریقہ وغیرہ سب سمجھائے ہیں۔ لیکن اس سے ہٹ کر آج کل جو سیاست کہلاتی ہے جو ایک منافقت ہے جس میں ہر ناجائز کام کو مصلحت کی بناء پر روا رکھا جاتا ہے۔ یہ ایک حیلہ ہے کرسی حاصل کرنے کا۔ ایسی سیاست سے ہم پناہ مانگتے ہیں۔ ہم ایسی اسلامی سیاست چاہتے ہیں جس کا مقصد حقیقی حاکم (جل وعلیٰ شانہ) کے

WWW.AHLULHADEETH.NET

قانون منشا و احکام کے مطابق اس کی پسندیدہ زندگی بسر کرتے ہوئے امن و سلامتی سے ہمکنار ہو سکیں۔

سوال نمبر۲۳۔ ○ پاکستان جو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا اب تک اس میں اسلامی نظام جاری نہ ہوسکنے کی وجوہات بیان کریں؟

جواب۔ ☆ سب سے بڑی وجہ اس کی یہ ہے کہ ملک پر ان لوگوں کا تسلط ہوگیا ہے جو دین اسلام سے واقف نہیں تھے۔ دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ اسلامی تعلیم کو غیر اسلامی تعلیم سے زیادہ اہمیت دینا تو درکنار، اس کو برابر کا درجہ بھی نہیں دیا گیا۔ اور جب کبھی اصلاح کے لئے اور اسلام کو لانے کیلئے آواز اٹھی تو مذہبی اختلافات نے ان کو دبادیا اور ہماری بے عملی اور بے اعتقادی پھر باہمی اختلافات کو دیکھ کر مخالفین اسلام کا گروہ اندر گھس آیا، جنہوں نے کچھ لالچ دیا اور سبز باغ دکھائے، اور کچھ دباؤ ڈالا جس نے اور سونے پر سہاگ کا کام کیا۔ جس ملک میں حیی قیوم جل شانہ کے بجائے مردوں بلکہ لکڑیوں، مورتوں، حیوانوں اور انسانوں کی پوجا ہوتی رہے اور پیری مریدی کی کڑیاں عوام پر سایہ فگن ہوں اور قرآن و حدیث کے ہوتے ہوئے قال فلان وقال فلان کو دین سمجھا جائے، وہاں ہر برائی اور ہر بدعت پروان چڑھتی ہے اور خواہشات کے انبار نفوس انسانی پر حاکم رہتے ہیں۔ اس صورت میں اسلامی نظام کو لانا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔ لیکن اگر علمائے کرام اختلافات کو بھلا کر اور طمع ولالچ کو چھوڑ کر اور قرآن وحدیث ہاتھ میں لے کر میدان میں نکلیں تو پھر عوام کے صحیح راہ پر آنے کی امید ہے اور پھر وہاں اسلامی نظام بھی نافذ کیا جاسکتا ہے اور پھر اس کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سالہاسال تک عوام کو توحید کی دعوت دیتے رہے، آخر ہجرت کرکے مدینہ منورہ چلے گئے اور اسی طرح جماعت قائم کی اور اسی حلقے میں اسلام کو نافذ کیا پھر اس کو دور دور تک پھیلایا اور خلفائے راشدین کے دور میں ہندوستان تک اسلام پھیل گیا۔ اگر یہ مذہبی اختلافات نہ ہوتے تو یہ بڑھتا ہوا اسلامی نظام کا سیلاب کہاں جاکر رکتا، لیکن اس فتنے نے اس بڑھتے ہوئے سیلاب کو روک دیا۔ اب جب تک ان اختلافات کی دیوار درمیان میں سے ہٹائی نہیں جاتی

WWW.AHLULHADEETH.NET

تو پھر وہ دور آنا مشکل ہے۔

اولٰئک آبائی فجئنی بمثلهم
اذا جمعتک یا جریر المجامع

سوال نمبر۲۴۔ ○ انقلاب ایران اور جہاد افغانستان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

جواب۔ ☆ ہمارے نزدیک اللہ تعالیٰ کی سنت قدیمہ کی مثال موجود ہے کہ جو حاکم انتہائی ظالم اور حد سے گزرنے والا ہوجاتا ہے تو وہاں کسی نہ کسی طرح انقلاب آجاتا ہے۔ انقلاب لانے والے کی نیت خواہ کچھ بھی ہو مگر قدرت کو ظالم حاکم کو ہٹانا اور ختم کرنا ہی منظور ہوتا ہے۔ افغانستان اور ایران میں بھی ایسا ہی سمجھیں۔ لیکن افغانستان میں بظاہر مجاہدین کا لڑنا اسلام کی سربلندی اور دشمنان اسلام 'کمیونسٹوں اور دیگر باطل خیالات ونظریات کے لوگوں کے تسلط سے اسلامی سرزمین کو پاک کرنا معلوم ہوتا ہے - اللہ تعالیٰ ان کا حامی و ناصر ہو۔

سوال نمبر۲۵۔ ○ آپ کے کتب خانہ کا نام کیا ہے؟ آپ نے خود کتابیں جمع کی ہیں یا یہ کتب خانہ آپ کو خاندانی ورثہ میں ملا ہے؟ اور آپ کے کتب خانہ میں کون کون سی زبانوں اور کس کس فن کی کتابیں موجود ہیں؟ اور جملہ کتب کی تعداد کتنی ہوگی؟

جواب۔ ☆ میرے کتب خانہ کا نام المکتبۃ الراشدیہ ہے۔ چند کتب آباء و اجداد کے کتب خانہ سے ملی تھیں باقی سب میں نے خود جمع کی ہیں۔ میرے کتب خانہ میں تفسیر' حدیث' عقائد' فقہ' رجال' تاریخ' لغت' فلسفہ و منطق' اور اصول و قواعد وغیرہ کے فن کی کتابیں موجود ہیں جو اکثر عربی زبان میں ہیں اور اس کے علاوہ دیگر زبانوں میں بھی ہیں اور قرآن مجید کے تراجم تقریباً بیس زبانوں میں موجود ہیں اور کتابوں کی تعداد ۱۵ر سے ۲۰ر ہزار تک ہوگی وللہ الحمد۔

سوال نمبر۲۶۔ ○ آپ نے اب تک تصنیف و تالیف کے میدان میں کتنا کام کیا ہے اور وہ کتابیں کس کس موضوع پر اور کس کس زبان میں ہیں؟ کیا وہ سب مطبوعہ ہیں یا غیر مطبوعہ؟

جواب۔ ☆ میری تصنیفات (مصنفات) چھوٹی بڑی اب تک سو سے

WWW.AHLULHADEETH.NET

تجاوز کرچکی ہیں جو عربی' اردو اور سندھی زبانوں میں ہیں جن میں بعض طبع ہوئیں ہیں اور بعض غیر مطبوعہ ہیں اور ان میں بعض ایسی بھی ہیں جو کہ بعض حوادث کی بناء پر گم ہوگئیں ہیں اور موضوع کے اعتبار سے توحید و سنت کی خدمت پر ہیں اور کئی غلط مسائل کی تردید میں ہیں اور بعض تحریریں بوقت تحریری مناظرہ وجود میں آئیں۔

سوال نمبر۲۷۔ ○ آپ کو اسماء الرجال میں ملکہ کس طرحاصل ہوا؟

جواب۔ ☆ چھوٹی عمر میں والد محترم کو دیکھتے تو اسماء الرجال کی کتابوں کا مطالعہ کرتے تھے اور اہل علم کی ان کے ساتھ مجلس ہوتی تھی' تو اکثر راویوں کا ذکر سنتے تھے۔ کہ فلاں ثقہ ہے فلاں ضعیف ہے اور یہ حدیث صحیح یہ صحیح نہیں۔ اس فن کی دل میں اہمیت معلوم ہوئی۔ اور آپ کی وفات کے بعد کئی حدیث کی کتابوں میں اسانید پر بعض راویوں پر ان کے نوٹ دیکھے۔ کس پر جرح تو کسی کی تعدیل کررہے' ہیں تو اس فن میں شوق پیدا ہوا۔ جدا مجد کی بعض تصانیف کا مطالعہ کیا تو جابجا جرح و تعدیل کی بحث اور مخالفین کے ولائل کے راویوں پر جرح اور اپنے ولائل کے راویوں پر مخالفین کی جرح کا جواب۔ ان باتوں سے یہ خیال دل میں پختہ ہوگیا' کہ اس فن میں جب تک قدرے معرفت نہیں تو علم حدیث میں تحقیق ناممکن ہے' اور صحیح و ضعیف احادیث کی تمیز کرنا محال ہے۔ بالخصوص شیخ محمد خلیل صاحب کے ساتھ طالب علمی کے زمانے میں جو بحث مباحثہ رہتا تھا اس وجہ سے مجبوراً کئی راویوں کا حال معلوم کرنے کے لئے اسماء الرجال کی کتابوں کی طرف توجہ کرنا پڑی اور بموجب آیت والذین جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا ا(العنکبوت) راہ ہموار ہوتی گئی اور یہ فن اپنی خاص جاذبیت سے اپنے آپ دل میں جگہ لیتا گیا اور یک سوء ہوکر اسماء الرجال کی کتابوں کا مطالعہ کیا چنانچہ چند ہی دنوں میں تاریخ بغداد' تہذیب' میزان الاعتدال کے علاوہ تاریخ الکبیر للبخاری اور الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ان دونوں کی تیسری جلد جو کہ اس وقت دستیاب تھی اول سے آخر تک مطالعہ کیا اس طرح رفتہ رفتہ فن میں ملکہ ہوتا رہا۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

یہ انٹرویو ماہنامہ "صراط مستقیم" کراچی جلد ۱ شمارہ ۱ جولائی ۱۹۹۴ء میں شائع ہوا تھا جس کو ہم "صراط مستقیم" کے شکریہ ساتھ افادۂ عام و خاص کے لئے یہاں شائع کررہے ہیں۔ (ادارہ)

سوال ○ بیرون ملک میں بھی تعلیم حاصل کی؟

شاہ صاحب ☆ بیرون ملک پڑھنے نہیں گیا۔ ویسے تبلیغ کی غرض سے گیا ہوں ۔ درس و تدریس کے حوالے سے بھی گیا ہوں۔ البتہ پڑھا نہیں ہے۔ **اصل میں** ہمارے پاس ایک بڑا کتب خانہ ہے جس کی وجہ سے کسی کا محتاج نہیں ہونا پڑتا۔

سوال ○ دینی تعلیم کے علاوہ عصری تعلیم بھی حاصل کی؟

شاہ صاحب ☆ بس مطالعہ کیا ہے۔ باقاعدہ حاصل نہیں کی۔

سوال ○ آپکو اپنے دور کی کسی شخصیت نے سب سے زیادہ متاثر کیا؟

شاہ صاحب ☆ ویسے تو بہت سے لوگ میرے لئے قابل احترام ہیں لیکن خاص طور پر دو شخصیات نے مجھے بے حد متاثر کیاہے۔ ایک میرے والد احسان اللہ شاہؒ صاحب تھے انہوں نے بچپن میں ہی ہمارے دل و دماغ میں یہ بات پختہ کردی کہ قرآن و حدیث کی بات سب پر مقدم ہے۔ قرآن و سنت کے علاوہ کوئی بات نہیں ماننی۔ دوسرے مجھے بہت زیادہ علمی فوائد مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ سے حاصل ہوئے ان سے کافی صحبت ملی پڑھنے پڑھانے کا طریقہ وہیں سے حاصل ہوا۔ جب پنجاب جاتے تھے ہم ان کے پاس رہتے تھے کبھی دو تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس بارہ دن۔ غرض ہمیں جہاں بھی موقع ملتا ان سے فیض حاصل کرتے۔ والد محترم کے ساتھ ان کی خاص دوستی تھی۔ ہمارے خاندان کی بڑی عزت کرتے تھے اور ہمارے ساتھ بہت زیادہ محبت سے پیش آتے تھے۔

سوال ○ یہ معلوم ہوتا ہے کہ کسی اور شخصیت کا اتنا بڑا کردار نہیں ہے یہ آپ کا علم آپ کی ذاتی محنت اور جدوجہد کا نتیجہ ہے؟

شاہ صاحب ☆ اصل بات یہ ہے کہ والد صاحب میری چھوٹی عمر میں وفات پاگئے، جبکہ میں تیرہ چودہ سال کا تھا والدہ محترمہ نے بڑی کوششیں کیں ہمیں پڑھانے کے لئے لیکن والدہ کی بات کا ہم پر اتنا اثر نہیں ہوتا تھا۔ غالباً" والدہ کی دعاؤں کا اثر ہوا اور اللہ تعالیٰ نے ہمارا ذہن دینی علم کی طرف لگادیا۔ اس زمانے میں مطالعہ کا شوق پڑگیا جبکہ پوری طرح عربی بھی پڑھنی نہیں آتی تھی۔ مطالعہ کا شوق ہوگیا اور ہم پھنس گئے۔ جو کچھ مجھے حاصل ہوا مطالعہ سے ہی حاصل ہوا۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

سوال ○ چوبیس گھنٹوں میں کتنی دیر مطالعہ کیا کرتے تھے؟

شاہ صاحب ☆ بس اور کوئی کام ہی نہیں تھا (مسکراتے ہوئے) سب دنیاوی کام اللہ نے معاف کردیئے تھے۔ سارا دن مطالعہ ہی کیا کرتا تھا۔ جب دیکھو ہاتھ میں کتاب ہوتی تھی سفر ہو حضر ہو۔

سوال ○ کتب میسر آجاتی تھیں؟

شاہ صاحب ☆ اپنا بہت بڑا کتب خانہ تھا۔ اس وقت میرا اپنا ذاتی کتب خانہ ہے جس میں تقریباً" پندرہ سولہ ہزار کتابیں ہیں اور کسی کتب خانے جانے کی ضرورت نہیں پڑتی۔ سابقہ مطالعہ جو ہوا ہے اس کا پھل ہم اب کھا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر میں تفسیر لکھ رہا ہوں میرے ذہن میں ہے فلاں روایت کونسی کتاب میں کہاں ہے ضرورت پڑنے پر باآسانی کتاب نکلوا کر حوالہ لکھ دیتے ہیں۔

سوال ○ شاہ صاحب دین کے موجودہ دور کے طالب علم مطالعہ سے بہت کتراتے ہیں یہ سمجھتے ہیں کہ آٹھ سال کا درس نظامی پڑھ لیا بس کافی ہے۔ کیا ان کا یہ طرز عمل صحیح ہے؟

شاصاحب ☆ نہیں صرف درس نظامی سے علم نہیں بڑھتا درس نظامی کا مقصد صرف یہ ہے کہ لڑکے میں اتنی قابلیت پیدا ہوجائے کہ وہ کوئی کتاب اٹھا کر پڑھے تو اس کو سمجھ آسکے۔ اگر کوئی مقام مشکل آگیا تو اس کی شرح نکال لے لغت کی کتابیں نکال کر اس بات کو سمجھ لے یہ صلاحیت اس کے اندر پیدا ہوجائے درس نظامی پڑھنے کا مقصد صرف یہی ہے بس اس سے آگے کچھ نہیں۔ اب علم جو بڑھے گا وہ مطالعہ سے بڑھے گا۔

سوال ○ یہ بھی سننے میں آیا ہے کہ کسی سفر میں شاہ اسماعیل شہیدؒ نیو سعید آباد رکے تھے اور آپ کے خاندان کو میزبانی کا شرف حاصل ہوا تھا؟

شاہ صاحب ☆ جی ہاں! وہ آئے تھے اور سندھ میں جتنی گدیاں تھیں سب سے ملے تھے اور سب نے انہیں بھرپور تعاون کا یقین دلایا تھا۔

سوال ○ کوئی دلچسپ واقعہ جو یاد ہو؟

WWW.AHLULHADEETH.NET

شاہ صاحب ☆ کوئی ایک واقعہ ہو تو بتاؤں۔ ثناء اللہ امرتسریؒ کی ایک مرتبہ چکڑالویوں سے گفتگو ہوئی تھی اس میں میں نے مولانا کا کلام سنا باوجود اس کے کہ آپ بیمار تھے لیکن اس وقت بھی ہم نے ان میں بڑا جوش دیکھا۔ دوسروں نے جو اعتراضات کئے مولانا نے حاضر جوابی کا مظاہرہ کرتے ہوئے زبردست جوابات دیئے یہ بات ان کی کافی یاد رہی۔

سوال ○ ثناء اللہ امرتسریؒ وہ مناظرہ جیت گئے؟

شاہ صاحب ☆ ثناء اللہ امرتسریؒ کا کون مقابلہ کر سکتا تھا کسی میں اتنی جرأت ہمت اور صلاحیت نہیں تھی۔

سوال ○ پیر صاحب پگاڑا سے اس وقت آپ کے کس نوعیت کے تعلقات ہیں؟

شاہ صاحب ☆ سلام علیکم و علیکم السلام بس۔

سوال ○ ان کے ساتھ کوئی رشتہ داری بھی ہے؟

شاہ صاحب ☆ شاہ محمد راشد کی ہم بھی اولاد ہیں اور وہ بھی اولاد ہیں۔

سوال ○ آپ سندھی زبان میں قرآن مجید کی تفسیر لکھ رہے ہیں عوام اس تفسیر کے مکمل ہونے اور اس کے اردو ترجمے کے منتظر ہیں یہ فرمائیں کہ تفسیر کا کام کہاں تک پہنچا؟

شاہ صاحب ☆ تفسیر کا کام جتنا ضروری اور اہم ہے اتنا مشکل بھی ہے عام کتاب نہیں ہے اس کے لئے ہمیں بڑی محنت کرنا پڑتی ہے۔ بعض اوقات ایک ایک آیت پر ایک ایک ہفتہ لگ جاتا ہے تاکہ تشفی ہوجائے اس وقت ہم سورہ یوسف کی تفسیر کررہے ہیں بارہواں پارہ چل رہاہے۔ ابھی پہلے سے کچھ کم ہوا ہے کیونکہ بار بار آیتیں آتی ہیں۔

سوال ○ اس کی کتنی جلدیں ابھی تک چھپ چکی ہیں؟

شاہ صاحب ☆ اب تک چھ جلدیں سندھی زبان میں چھپ چکی ہیں۔ ایک جلد میں مقدمہ ہے ایک میں سورۃ فاتحہ ہے تین جلدوں میں سورۃ بقر ہے اور ایک میں سورۃ آل عمران ہے۔ ابھی جو

WWW.AHLULHADEETH.NET

جاری ہے اس میں سورۃ نساء ہے۔ امید ہے پندرہ جلدوں میں تفسیر مکمل ہو جائے گی کوشش کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ مدد فرمائے گا۔

سوال ○ تفسیر کے لئے آپ کی کوئی معاونت کر رہا ہے؟

شاہ صاحب ☆ معاونت میں آدمی ہیں لکھنے والے اور اپنا مکتبہ ہے۔ خاص اللہ کے فضل سے کہیں اور رجوع نہیں کرنا پڑتا اپنا مکتبہ ہی کافی ہوتا ہے۔

سوال ○ شاہ صاحب آپ نے تفسیر لکھتے وقت کن مقاصد کو پیش نظر رکھا آپ کی تفسیر دیگر تفاسیر سے کس طرح منفرد ہو گی؟

شاہ صاحب ☆ اسے مسلکی طرز پر لکھ رہے ہیں اس میں سب سے بڑی چیز یہ ہے کہ ہم نے ضعیف روایات سے اسے بچایا ہے ہم یہ دعویٰ نہیں کرتے کہ ہم سے غلطی نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہم نے حتی الامکان اس تفسیر کو ضعیف روایات سے بچایا ہے اور دوسری بات یہ کہ قرآن پر اور قرآن کی مختلف آیتوں پر جو اعتراضات ہوتے رہے ہیں ہم اس کا جواب دیتے جا رہے ہیں۔ مثال کے طور پر تال پرکاش نے اپنی کتاب میں قرآن پر اعتراض کیا ہے اس کا جواب ہم ہر جگہ پر دے رہے ہیں اسی طرح عیسائیوں کے اعتراضات کے جوابات بھی۔ ترجمے میں عام فہم الفاظ استعمال کرنے کی کوشش کی ہے۔ پھر تشریح بھی عام فہم کی ہے اس کے بعد ہم تفسیر کرتے ہیں۔ تفسیر میں جہاں واقعات کی ضرورت پڑتی ہے وہاں صحیح احادیث سے ثابت واقعات کو لے کر درج کرتے ہیں۔

سوال ○ آپ نے چار سو صفحات سے زائد کی صرف سورۃ فاتحہ کی تفسیر کی ہے کیا پہلے سورۃ فاتحہ کی اتنی طویل ترین تفسیر کی مثال موجود ہے؟

شاہ صاحب ☆ بھئی یہ دعویٰ کرنا کوئی ٹھیک تو نہیں ہے۔ ہر ایک کو اللہ نے جو کچھ دیا ہے اس نے اس کے مطابق کوشش کی ہے۔ میں تو ایک ادنیٰ طالب علم ہوں اپنے علم کے مطابق کوشش کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔

سوال ○ آپ کا مطالعہ بہت وسیع ہے کبھی آپ کی نظر سے سورۃ فاتحہ کی اتنی طویل تفسیر گزری ہے؟

WWW.AHLULHADEETH.NET

شاہ صاحب ☆ اس قدر طویل تو نہیں! لیکن بعض تفاسیر میں کافی طوالت ہے۔ واقعات سے ادھر ادھر سے کی گئی ہیں یا تصوف کی باتیں کی گئی ہیں ہم نے تفسیر کو اس سے پاک رکھا ہے۔ قرآن کو قرآن سمجھ کر تفسیر لکھی ہے کوئی ناول سمجھ کر نہیں۔

سوال ○ تفسیر کتنے عرصے میں مکمل ہونے کی توقع ہے؟

شاہ صاحب ☆ انشاء اللہ تین چار سال میں مکمل ہونے کی توقع ہے۔ اصل میں وقت بڑا کم ملتا ہے اگر وقت مل جائے تو دو سال کافی ہیں۔ دوست احباب بھی ملنے آتے رہتے ہیں اب ان سے ملیں یا اپنا کام کریں۔ یہ مشکل مسئلہ ہے۔ جلسوں میں جانا ہم نے تقریباً بند کر رکھا ہے۔ اب بہت ہی کم جلسوں میں جاتا ہوں۔ اس لئے تاکہ یہ کام کرسکوں۔ بعض اوقات پوری توجہ سے کام کررہے ہوتے ہیں پھر بھی لوگ آجاتے ہیں مجبوراً ان سے بات کرنی پڑتی ہے۔

سوال ○ تفسیر کے علاوہ آپ کی تصانیف کی تعداد کتنی ہے؟

شاہ صاحب ☆ تصانیف کی تعداد تقریباً ڈیڑھ پونے دو سو ہوگی جس میں عربی، اردو اور سندھی تینوں زبانوں کی تصانیف شامل ہیں۔

سوال ○ آپ کی تفسیر علماء کے لئے ہے یا عوام کے لئے؟

شاہ صاحب ☆ اصل میں بات یہ ہے کہ یہ تفسیر علماء اور عوام دونوں کے لئے یکساں مفید ہے۔ ہم نے سندھی میں عام فہم بنایا ہے۔ علمی مباحث صرف عربی میں لکھے ہیں وہ خاص طور پر علماء کے لئے ہیں۔

سوال ○ اردو ترجمے کا آپ نے کیا انتظام کیا ہے؟

شاہ صاحب ☆ تفسیر کے ترجمے کے لئے علماء پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی ہے دیکھیں کیا ہوتا ہے۔

سوال ○ سعودی عرب میں آپ نے کیا خدمات انجام دیں؟

شاہ صاحب ☆ بس یہی ہم وہاں دین کی تبلیغ کیا کرتے تھے مدارس میں پڑھاتے تھے بعض اوقات دن میں پانچ پانچ اور دس دس سبق بھی ہوجایا کرتے تھے۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

سوال ○ آپ نے سعودی عرب کے شاہی خاندان کے کن لوگوں کو تعلیم دی ہے؟

شاہ صاحب ☆ بعض لوگ آتے تھے جو آتے تھے پڑھ جاتے تھے کوئی تمیز نہیں رکھی تھی کہ یہ شاہی خاندان کا ہے اور یہ نہیں ہے۔ سب کے ساتھ مساویانہ سلوک کرتے تھے۔ دیگر کئی ممالک کے طلباء بھی پڑھنے آتے تھے۔

سوال ○ بیت اللہ میں بھی آپ کی تقاریر ہوا کرتی تھیں؟

شاہ صاحب ☆ خانہ کعبہ میں ہوتی رہتی تھیں بالخصوص حج کے دوران جمعرات اور جمعہ کی رات بیت اللہ میں میری تقریر ہوتی تھی۔ اس میں کتاب و سنت کے مطابق مسائل بیان کرتا تھا۔ ایک مرتبہ جمعہ کو خلافت راشدہ کے موضوع پر بولنے کا کہا گیا کیونکہ شیعہ لوگ الٹی سیدھی حرکتیں کیا کرتے تھے اور سبیلیں وغیرہ بناتے تھے ہم نے تقریر کی اور الحمداللہ کسی شیعہ نے کوئی سبیل نہیں لگائی مسجد نبوی میں بھی تقریر ہوتی تھیں۔ عصر کے بعد عربی میں اور مغرب کے بعد اردو میں ہوا کرتی تھیں۔

سوال ○ اندرون سندھ بے انتہا جہالت ہے یہاں آپ کو مسلک کی تبلیغ میں کون کون سی رکاوٹیں درپیش آئیں؟

شاہ صاحب ☆ آپ جانتے ہی ہیں اہلحدیثوں کی کس طرح مخالفت ہوتی ہے۔ ہم کو بھی بہت سی تکلیفیں دی گئیں یہاں تک کہ ہمیں گاؤں چھوڑ کر دوسرا گاؤں بنانا پڑا۔ مزید کئی قسم کی تکالیف آئیں کافی مقابلے ہوئے۔ ہمارے خلاف قانونی چارہ جوئی کرنے کی کوشش بھی کی گئی لیکن الحمد اللہ ہر جگہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرخرو کیا۔ بھرحال لوگ کتنے بھی برے کیوں نہ ہوں اگر صحیح معنوں میں کام کیا جائے تو قرآن و حدیث کے دلائل کے سامنے سب جھکنے پر مجبور ہوتے ہیں۔

سوال ○ آج سے پچاس سال پہلے اندرون سندھ اہلحدیث جماعت کی حالت اور اس وقت اہلحدیث جماعت کی حالت کا موازنہ کریں؟

شاہ صاحب ☆ ابتداء میں ہم یہاں اہلحدیث نام کو ترستے تھے۔ اگر اتفاق سے کوئی اہلحدیث مل گیا تو سارے پروگرام وہیں ختم ہوجاتے تھے

WWW.AHLULHADEETH.NET

اور اسی کے ساتھ بیٹھ کر ہمارا پورا دن گزر جاتا۔ اس وقت حیدر آباد میں صرف ایک مسجد تھی وہ بھی مکمل طور پر ہماری نہیں تھی۔ دوسرے لوگ اس پر بھی قبضہ کرنے کی کوششیں کرتے رہتے تھے آج حیدر آباد میں درجن سے زائد مسجدیں ہیں اسی طرح تھرپار کر میں صرف ایک دو مسجدیں تھیں اور اس وقت تھر میں پچاس ساٹھ کے قریب اہلحدیث مساجد ہیں اور ابھی جو ہم بنا رہے ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں اور اس وقت سندھ میں پانچ چھ سو اہلحدیث مساجد ہیں جبکہ آج سے پچاس سال قبل اس کا عشر عشیر بھی نہیں تھیں۔ سعید آباد میں ایک مسجد بھی نہیں تھی لیکن اب جب ہم وہاں آئے ہیں تو الحمد اللہ وہاں سات اہلحدیث مساجد ہیں۔ اب سندھ کے جس علاقے میں بھی جائیں اللہ کے فضل سے اہلحدیث مسجدیں مل جاتیں ہیں۔

سوال ○ اندرون سندھ کے کن کن علاقوں میں اہلحدیث زیادہ ہیں؟

شاہ صاحب ☆ سب سے زیادہ ضلع حیدر آباد میں غالباً" اسی طرح تھر، سانگھڑ اور بدین وغیرہ میں بھی بڑی تعداد میں اہلحدیث ہیں۔ البتہ ٹھٹھہ ضلع میں جماعت بہت تھوڑی ہے مسجدیں ہیں وہاں لیکن بہت کم۔

سوال ○ قیام پاکستان کے وقت اور اس سے پہلے برصغیر میں بہت کم اہلحدیث مدارس تھے لیکن اس کے باوجود بڑی تعداد میں بڑے علماء سامنے آتے تھے۔ لیکن اب جبکہ پاکستان کے چپے چپے پر اہلحدیث مدارس موجود ہیں لیکن کوئی علامہ احسان الٰہی ظہیر، بدیع الدین شاہ راشدی، حافظ عبدالقادر روپڑی پیدا نہیں ہو رہے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

شاہ صاحب ☆ اصل میں اب علم حاصل کرنے کا شوق نہیں رہا۔ سب لوگ دنیا دار ہو چکے ہیں گناہ کی محبت بڑھ گئی ہے۔ علم اور دنیا ساتھ نہیں مل سکتے۔ علم حاصل کرنے کے لئے دنیا کو نظر انداز کرنا پڑتا ہے۔ جس کے لئے آج کوئی تیار نہیں۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ اگر کوئی اخلاص کے ساتھ علم حاصل کرنے کی طرف توجہ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے اور اس کی ضروریات پوری کرنے کے لئے خود اسباب پیدا کر دیتا ہے۔ عوام قربانی نہیں دے رہے ہیں وہ اپنے بچوں کو دینی تعلیم دلوانا پسند نہیں کرتے وہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بچے بھوکے مریں گے گزارا

WWW.AHLULHADEETH.NET

نہیں ہوگا۔
سوال ○ گویا آپ مستند علماء کی کمی کا تمام تر ذمہ دار عوام کو سمجھتے ہیں؟
شاہ صاحب ☆ نہیں، عوام اور اساتذہ دونوں ذمہ دار ہیں۔ علماء آج کل علماء نہیں رہے۔ دنیاداری کی وبا ان میں بھی آگئی ہے۔ عوام کا عالم یہ ہے کہ بعض لوگ اچھا چندہ بھی دیتے ہیں۔ مدارس کی امداد بھی بہت کرتے ہیں لیکن بچوں کو دینی تعلیم نہیں دلواتے۔ اللہ توکل نہیں رہا یہ بیماری علماء اور عوام دونوں میں آگئی ہے۔ ایک فریق قصور وار نہیں دونوں قصور وار ہیں۔
سوال ○ اس صورت حال کی کیا ایک وجہ یہ نہیں کہ جس دور میں آپ نے اور دیگر اکابرین نے علم حاصل کیا اس وقت علم حاصل کرنے کی راہ میں بڑی مشکلات ہوتی تھیں لیکن اب دینی علم حاصل کرنا بہت ہی زیادہ آسان ہے۔ آج دنیا کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے زیادہ محنت کرنی پڑتی ہے اور پیسہ خرچ کرنا پڑتا ہے مزید اور بھی کافی مشکلات ہوتی ہیں لیکن دینی علم حاصل کرنے کی راہ میں آج یہ مشکلات نہیں ہیں؟
شاہ صاحب ☆ بالکل ایک وجہ یہ بھی ہے یہ اصول ہے قاعدہ ہے جو چیز آسانی سے مل جائے اس کی قدر نہیں ہوتی ہے پہلے علم حاصل کرنا مشکل تھا اس لئے قدر ہوتی تھی اب کیونکہ علم حاصل کرنا آسان ہوگیا ہے اس لئے علم کی قدر بھی کم ہوگئی ہے۔
سوال ○ شاہ صاحب! اگر یہی صورت حال برقرار رہی تو مستقبل قریب میں اہلحدیث جماعت کو قحط الرجال کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ایسی صورت حال پوری جماعت کے لئے بڑی خطرناک ہوگی۔ اس صورت حال سے نبٹنے کے لئے جماعت کو کیا اقدامات کرنے چاہئیے؟
شاہ صاحب ☆ اصل میں اس دور کے طلبہ میں خلوص ہوتا تھا اگر آج ہمارے اندر بھی وہ خلوص آجائے تو بڑے بڑے علماء پیدا ہوسکتے ہیں۔ ہم خالص اللہ کے لئے کام کریں تو کامیاب ہوسکتے ہیں۔ اگر صرف دنیا ہی ہمارے پیش نظر رہی تو حالت یہی رہے گی۔ بلکہ اس سے بھی ابتر ہوجائے

WWW.AHLULHADEETH.NET

گی لہٰذا اخلاص چاہیے۔ ہم ذاتی مفادات سے بالا تر ہو کر صرف اللہ کے لئے کام کریں اسی وقت کامیابی ہوگی اور آنے والا خطرہ ٹل سکے گا۔

سوال ○ شاہ صاحب! جمعیت اہلحدیث سندھ کے حلقوں میں یہ تاثر پایا جارہا ہے کہ مرکز الدعوۃ نے اندرون پنجاب اثر و رسوخ پیدا کرنے کے لئے پنجاب کی معتبر اور قابل احترام شخصیت حافظ یحییٰ عزیز میر محمدی صاحب کو استعمال کیا اور بعد ازاں انہیں نظر انداز کردیا اسی طرح اندرون سندھ اپنا اثر و رسوخ قائم کرنے کے لئے مرکز الدعوۃ آپ کی شخصیت کو استعمال کرنا چاہتا ہے۔ آپ اس بارے میں کیا کہیں گے اور آپ کا مرکز الدعوۃ سے کس نوعیت کا تعلق ہے؟

شاہ صاحب ☆ اہلحدیث ہونے کے ناطے ہمارا ان سے تعلق ہے جس طرح دیگر تمام اہلحدیث جماعتوں سے ہے اسی طرح کا تعلق مرکز الدعوۃ سے بھی ہے۔ جہاں تک حافظ یحییٰ عزیز میر محمدی صاحب کا تعلق ہے تو مجھے حقیقت حال کا علم نہیں۔ ہمیں نہیں معلوم کہ حافظ صاحب مرکز الدعوۃ کیوں چھوڑ گئے وہ اپنی باتیں کرتے ہیں اور وہ اپنی۔ سندھ میں مرکز الدعوۃ نے ہمارے ساتھ کوئی خاص ایسی بات کرنے کی کوشش نہیں کی بلکہ ہم نے تو ان سے یہ کہا ہے کہ اگر ہمارا تعاون چاہتے ہیں تو سندھ میں مداخلت نہ کرو پنجاب میں بڑی پارٹی بازی ہے۔ ہم نہیں چاہتے کہ یہاں بھی پارٹیاں آئیں۔ ہم سب اہلحدیثوں سے تعاون کرنے والے ہیں لیکن کسی پارٹی کے ساتھ نہیں سندھ میں الدعوۃ کا کہیں بھی نظم قائم نہیں ہے کراچی میں برائے نام ہے انہوں نے وہاں دفتر کھول رکھا ہے لیکن اس کی بقاء بھی مشکوک ہے۔ کیونکہ ہمارے بغیر مشورے کے یہ اقدام اٹھایا ہے۔

سوال ○ آپ نے دنیا کے کئی ممالک کے دورے کئے ہیں یہ فرمائیں کہ امریکہ اور یورپ میں اہلحدیثوں کی کیا صورت حال ہے؟

شاہ صاحب ☆ وہاں جو عرب ہیں انمیں اکثر اہلحدیث ہیں۔ شافعی مالکی اور حنفی وغیرہ بھی ہیں لیکن زیادہ تر اہلحدیث ہیں غیر عرب' ہندوستانی اور پاکستانی اہلحدیث بھی ہیں ان کے لئے اردو پروگرام ہوتے تھے لیکن عربوں میں دین کا زیادہ شوق پایا جاتا ہے۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

سوال ○ مغرب کے لوگ اسلام کی طرف راغب ہو رہے ہیں اور مغرب اسلام کی طرف رجوع کرنا چاہتا ہے کیا یہ بات صحیح ہے؟

شاہ صاحب ☆ جی ہاں یہ بات بلکل درست ہے۔ اصل میں وہ لوگ اپنے مذہب سے تنگ آچکے ہیں میرا مشاہدہ یہ بتاتا ہے کہ وہاں جو ان کے پادری تھے وہ کہتے کچھ تھے اور کرتے کچھ تھے اس لئے یورپ اور امریکہ کے عوام ان سے بدظن ہوئے اب حال یہ ہے کہ عیسائی اپنے گرجا گھر بیچ رہے ہیں وہاں بعض گرجے اہلحدیثوں نے بھی خریدے ہیں اور گرجوں میں مسجدیں بنائیں اس میں خود ہم نے خطبے دیئے اور تقریریں کی ہیں۔ انگلینڈ میں ڈربی شائر میں ایک بہت بڑا گرجا تھا وہاں پہلے ان کا اتنا اثر تھا کہ کوئی مسلمان بول نہیں سکتا تھا لیکن اب وہاں خطبہ ہوا ہم بھی وہاں پہنچے وہاں ہم نے نماز بھی پڑھی اور کافی بڑا جلسہ بھی ہوا۔

یہ سوال مجھ سے کیا گیا کہ وہ اپنے گرجے کیوں بیچ رہے ہیں جبکہ ہر کوئی اپنی عبادت گاہوں کی عزت کرتا ہے؟ اصل میں اب وہ لوگ گرجاؤں میں آتے ہی نہیں یہاں تک کہ اتوار کے دن بھی لوگوں نے گرجاؤں میں آنا چھوڑ دیا ہے۔ مقامی لوگوں کے مطابق اس کی وجہ یہ ہے کہ پادری جو نصیحتیں کرتے ہیں خود اس پر عمل نہیں کرتے۔ جن جن باتوں سے روکتے ہیں کہ یہ نہ کھاؤ یہ حرام ہے یا یہ نہ کرو جبکہ وہ خود سب کچھ کر رہے ہوتے ہیں - وہاں کے عوام نے اس کا یہ اثر لیا کہ یہ دین صحیح نہیں ہے جبھی تو پادری جو کہتے ہیں وہ خود نہیں کرتے میں نے وہاں یہ سوچا کہ ہمارے ملک کے ملا اور تمہارے ملک کے پادری ایک ہی قسم کے ہیں۔

یورپ اور امریکہ کے لوگ بھی واقعی اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں لیکن ہم نے جو اسلام انہیں دکھایا ہے وہ انہیں متنفر کرتا ہے۔ اصل جو ایمانداری، دیانت داری، سچ بولنا، اخلاص اور صحیح عقیدہ ہے۔ وہ ہم نے ان کے سامنے پیش نہیں کیا۔ ہم نے ان کے ساتھ ہر معاملے میں دھوکہ اور دغا کیا ہے اس لئے وہ کہتے ہیں کیا یہی اسلام ہے جو اسلام ہم نے انہیں دکھایا ہے اسے وہ پسند نہیں کرتے بہرحال اگر اصلی اور عملی اسلام انہیں دکھایا جائے تو بڑی تعداد میں لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہوسکتے

WWW.AHLULHADEETH.NET

ہیں۔

اس حالت میں بھی امریکہ میں اسلام اس تیزی کے ساتھ پھیل رہا ہے کہ خود امریکی حکومت کا تجزیہ ہے کہ اگر اسی تیزی کے ساتھ اسلام پھیلتا رہا تو آئندہ دس یا غالبا" بارہ سالوں میں اسلام امریکہ کا دوسرا بڑا مذہب بن جائے گا اور چالیس فیصد امریکی مسلمان ہوں گے۔

عمل کے لحاظ سے ہم بہت پیچھے چلے گئے ہیں اگر عملی اور اصلی اسلام انہیں دکھایا جائے تو وہ لوگ اسلام قبول کرنے کے لئے بالکل تیار بیٹھے ہیں اپنے دین سے وہ لوگ تنگ آچکے ہیں۔

سوال ○ شاہ صاحب! بعض عابدوں میں تکبر پیدا ہوجاتا ہے اور ان کا اخلاق بگڑ جاتا ہے۔ اور وہ ایسے شخص کو جو اتنے زیادہ نیک اعمال نہیں کرتا کچھ سمجھتے ہی نہیں ہیں۔ اس کی کیا وجہ ہوتی ہے؟

شاہ صاحب ☆ اس بیماری کی دو وجوہات ہیں۔ ایک یہ کہ ان کی عبادت میں اخلاص نہیں ہوتا' اگر اخلاص ہو تو عبادت خود انسان کو ٹھیک کردیتی ہے۔ **ان الصلواۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر** دوسری بات یہ ہے کہ ان لوگوں کے اندر نیک اعمال کے ساتھ ساتھ خامیاں بھی بہت ہوتی ہیں۔ اسی لئے ان کے اندر تکبر پیدا ہوجاتا ہے۔ جب ہم انبیاء کرام' صحابہ کرام و علماء کے حالات پڑھتے ہیں تو معلوم یہ ہوتا ہے کہ وہ لوگ جتنی اللہ کی عبادت زیادہ کیا کرتے تھے ان میں اتنی ہی عجزو انکساری پیدا ہوتی تھی تواضع آتی تھی آج کے عبادت گزاروں میں انکساری اور عاجزی کا نہ آنا اس بات کی دلیل ہے کہ عبادت میں اخلاص نہیں۔ حقیقت میں جتنی اللہ کی معرفت حاصل ہوتی ہے اتنی ہی انکساری اور تواضع پیدا ہوتی ہے۔

سوال ○ شاہ صاحب! آپ کا شمار دنیا کے بڑے علماء میں ہوتا ہے آپ یہ فرمائیں کہ پاکستان سمیت پوری امت مسلمہ کی موجودہ دگرگوں حالت کس طرح بہتر ہوسکتی ہے؟

شاہ صاحب ☆ جیسے پہلے بہتر ہوئی تھی اب بھی اسی طرح بہتر ہوسکتی ہے۔ جیسے پہلے اصلاح ہوئی تھی اب بھی ویسی ہی اصلاح کی ضرورت ہے۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

ہم کسی دوسرے طریقے سے اصلاح چاہتے ہیں جبکہ کسی اور طریقے سے اصلاح ممکن نہیں ہے۔ مسلمان اپنی بنیاد (یعنی کتاب و سنت) کی طرف لوٹیں اپنی اصل کی طرف آئیں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ امت مسلمہ آج اپنی اصلیت چھوڑ چکی ہے جس کی وجہ سے محکوم بنی۔ آج باون کے قریب اسلامی ریاستیں ہیں۔ پہلے ایک آدمی چلاتا تھا سب لوگ حاکم سے ڈرتے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ حاکم اللہ سے ڈرتا تھا اب جو ہیں فرقے ہوگئے ہیں ہمارا سینہ حسد اور عناد سے بھرا ہوا ہے تو ایسے میں تو یہی ہوگا جو ہو رہا ہے چاہے پاکستان ہو یا کوئی اور ملک ہو اصلاح کی واحد صورت یہی ہے کہ اسی بنیاد کی طرف لوٹا جائے۔ سعودی عرب کا حال تو بہت اچھا ہے۔ وگرنہ اسلامی ممالک کو دیکھ کر بڑی حیرانگی ہوتی ہے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ ہمارے اسلاف میں ایمان تھا اخلاص تھا ایفائے عہد تھا باہمی ہمدردی تھی۔ کوئی تعصب نہیں تھا' کوئی عصبیت نہیں تھی سب بھائی بھائی تھے۔ یہ بات ان میں تھی ہم میں نہیں ہے۔

سوال ○ چند ممالک کو چھوڑ کر اکثر مسلم ممالک کے حکمران دین سے دور ہیں۔ اس کی وجہ علماء کی سیاست سے کنارہ کشی تو نہیں؟

شاہ صاحب ☆ بھئی! اس کی وجہ جمہوریت کی مصیبت ہے اس کو ہم نے ایمان کا نام دے دیا ہے۔ جمہوریت کو آپ نے اسلام کا نام دے دیا ہے جمہوریت کو اپنا خاص طریقہ سمجھ لیا ہے اور جمہوریت میں تو شریف سے شریف اور بدمعاش سے بدمعاش بھی آگے آسکتا ہے۔ جب آپ کے پاس کوئی پیمانہ نہیں کہ یہ مخلص ہے تو پھر کیسے اچھے برے کی پہچان ہو سکتی ہے۔ میرے پاس ایک سرکاری نمائندہ پوچھنے کو آیا تھا اسی مسئلے کے بارے میں۔ میں نے کہا کہ اگر آپ نے کچھ کرنا ہی ہے تو ایک چیز کردو تم شرطیں لگاتے ہو کہ امیدوار کی عمر اتنی ہونی چاہیے فلاں ہونا چاہئے وغیرہ اس کے ساتھ یہ شرط بھی عائد کرو کہ امیدوار وہی ہو سکتا ہے جو شرعی اعتبار سے شاہد عدل ہو نہ کسی کبیرہ گناہ کا اس پر الزام ہو اور نہ فرض کے ترک کا اس پر کوئی الزام ہو۔ غیب تو اللہ جانتا ہے۔ لیکن ظاہری کوئی الزام نہ ہو اسے اسلام میں "شاہد عدل" کہتے ہیں۔ اگر یہ شرط عائد کردی جائے کہ امیدوار کے لئے "شاہد عدل" ہونا لازمی ہے پھر بھی کچھ حالت بہتر ہو سکتی

WWW.AHLULHADEETH.NET

ہے۔

سوال ○ مالا کنڈ کا واقعہ آپ کے علم میں آیا ہوگا جہاں لوگوں نے شریعت کے نفاذ کے لئے احتجاج کا طریقہ اپنایا اور ہائی وے پر دھرنا مار کر بیٹھ گئے کہ جب تک ہمارے علاقے میں شریعت کا نفاذ نہیں ہوگا اس وقت تک ہم احتجاج جاری رکھیں گے۔ آپ یہ فرمائیں کہ ان کا شریعت کے نفاذ کے مطالبے کا یہ طریقہ درست تھا؟

شاہ صاحب ☆ بھئی! جب لوگ دنیاوی کاموں کے لئے یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ فلاح کی قیمت کم کردو ہماری تنخواہ بڑھا دو یہ چیز کم کرو یہ بڑھا دو وغیرہ تو انہوں نے دین کے لئے ایسا کیا تو کونسا گناہ کیا۔

سوال ○ گویا احتجاج کا یہ طریقہ صحیح ہے؟

شاہ صاحب ☆ اگر نیت ان کی خالص ہو تو یہ کوشش اچھی ہے۔

سوال ○ اگر پورے پاکستان کے لوگ یہ طریقہ اپنائیں اور شریعت کے نفاذ کا مطالبہ کریں تو کیسا ہے؟

شاہ صاحب ☆ اگر کریں تو ایسا ہوسکتا ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ کرے کون دینی لوگوں کے اپنے اعمال سامنے آجاتے ہیں ان کی سیاہ کاریاں سامنے آتی ہیں۔ جب میں خود کسی برائی میں گرفتار ہوں تو دوسروں کس طرح روکوں گا۔

سوال ○ اندرون سندھ میں بھی پتھاریداروں اور ڈاکوؤں کے خلاف آپریشن کلین اپ ہورہا ہے اس کے نتائج کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

شاہ صاحب ☆ اندرون سندھ میں ابھی تک امن قائم نہیں ہوا کبھی معاملہ ٹھنڈا پڑتا جاتا ہے اور کبھی بڑھ جاتا ڈاکوؤں کی سرگرمیاں بھی کبھی کم ہوجاتی ہیں اور کبھی پہلے سے بھی زیادہ بڑھ جاتی ہیں۔ اس کا علاج صرف اسلامی شرعی قوانین میں ہے اگر اس کا نفاذ ہوجائے تو سب امن قائم ہوسکتا ہے۔ اس کے علاوہ امن قائم ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے۔

سوال ○ اس وقت پاکستان کا بینکاری نظام سودی ہے ایسے میں عوام اہلحدیث کیا کریں پیسہ وغیرہ کہاں جمع کرائیں؟

WWW.AHLULHADEETH.NET

شاہ صاحب ☆ سود بہت بڑی لعنت ہے۔ حکومت کو چاہئے کہ بینک میں سود کو ختم کردے بس خود حکومت ختم کرے میں اور آپ تو یہ کام کرنے سے رہے۔ اس وقت عوام ان اکاؤنٹس میں پیسہ جمع کرائیں جو بلا سود ہوں۔ ایسے اکاؤنٹس موجود ہیں۔

سوال ○ شاہ صاحب آپ کے کتنے بھائی اور کیا کیا کرتے ہیں؟

شاہ صاحب ☆ تین بھائی ہیں۔ بڑے بھائی (علامہ محب اللہ شاہ راشدی صاحب) بھی دین کا کام کررہے ہیں۔ بیچارے بوڑھے ہیں بڑا کتب خانہ ہے ان کے پاس دین کا کام کررہے ہیں دوسرے بھائی کی لائن دوسری ہے محی الدین ان کا نام ہے۔

سوال ○ صاحبزادوں کے بارے میں کچھ بتائیں کیا کرتے ہیں؟

شاہ صاحب ☆ میرے چار لڑکے ہیں محمد شاہ سب سے بڑا ہے۔ دوسرا نور اللہ شاہ تیسرا رشد اللہ شاہ اور چوتھا ابراہیم خلیل اللہ شاہ۔ نور اللہ شاہ سعودی عرب میں اچھے کام کرتا تھا اللہ اس کو واپس پاکستان لائے باقی تین یہاں ہیں وہ بھی کچھ نہ کچھ کرہی رہے ہیں۔

سوال ○ اس کی تھوڑی وضاحت فرمائیں آپ کے صاحبزادے نور اللہ شاہ سعودی عرب میں کیوں قید ہیں؟

شاہ صاحب ☆ میں تو اس وقت تھا ہی نہیں۔ اس لئے مجھے کچھ پتہ نہیں چلا میں پہلے ہی پاکستان آچکا تھا۔

سوال ○ وہاں کی انتظامیہ نے کس بنیاد پر آپ کے صاحبزادے کو قید کیا؟

شاہ صاحب ☆ میں نے کہا ناکہ مجھے تفصیلات کا علم نہیں نہ وہ مجھ سے ملا ہے نہ اس کا کوئی قریبی دوست ملا ہے اور نہ ہی کوئی خط و کتابت ہوئی ہے۔ (کیونکہ خط و کتابت پر بھی پابندی ہے) باقی لوگوں سے جو سنا ہے وہ یہ ہے کہ کسی نے اس سے کہا کہ ہم حرم میں تقریر کرتے ہیں آپ اس کا اردو میں ترجمہ کریں کیونکہ عربی بہت کم لوگ جانتے ہیں جبکہ پاکستانی اور ہندوستانی بڑی تعداد میں ہیں اس نے کہا ٹھیک ہے میں ترجمہ کرتا ہوں اس

WWW.AHLULHADEETH.NET

پر اسے پکڑ لیا ہمیں بس اتنے کا پتہ ہے باقی کا نہیں پتہ۔

سوال ○ ترجمہ کس کے کہنے پر کیا؟

شاہ صاحب ☆ جن لوگوں نے عربی میں تقریر کی تھی۔ پتہ نہیں وہ کون لوگ تھے۔

سوال ○ کیا اسی وجہ سے آپ کو سعودی عرب سے واپس بھیجا گیا؟

شاہ صاحب ☆ نہیں! نہیں! مجھ پر کوئی پابندی نہیں میں واقعہ سے پہلے ہی خود اپنی مرضی سے چلا آیا تھا۔

سوال ○ ہر دور میں اہلحدیث باہمی انتشار و افتراق سے پریشان رہے آپ یہ فرمائیں گے کہ اہلحدیثوں میں اتحاد کس طرح ہو سکتا ہے؟

شاہ صاحب ☆ نفسانیت نکال دو انا نکال دو دلوں میں اخلاص آجائے پھر تو اتحاد کی راہ میں کوئی رکاوٹ نہیں لیکن افسوس یہی چیزیں نہیں جاتیں۔ جبکہ اتحاد کے لئے اپنے اندر سے ان خرابیوں کو دور کرنا ناگزیر ہے۔

سوال ○ اتحاد کے لئے کس حد تک پر امید ہیں؟

شاہ صاحب ☆ بھئی! وہ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ جدوجہد جاری رکھنی چاہئے ناامید نہیں ہونا چاہئے۔ باقی اللہ کے ہاتھ میں ہے ہم کیا کر سکتے ہیں۔

سوال ○ آپ نے ذاتی طور سے اتحاد کے لئے اب تک کیا کوششیں کی ہیں؟

شاہ صاحب ☆ بہت کچھ کیا ہے بہت لوگوں سے باتیں چلائی ہیں۔ لیکن اب گھر بیٹھے ہیں یہ سوچ کر کہ کوئی مانتا نہیں۔ اپنا کام کرو بس ٹھیک ہے۔ سب ہمارے بھائی ہیں ہمیں کسی سے کوئی اختلاف نہیں۔

سوال ○ صراط مستقیم کے توسط سے آپ اہلحدیثوں کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

شاہ صاحب ☆ بس یہی ہے کہ خدا کے واسطے ایک ہوجاؤ۔ کتاب و سنت پر جمع ہوجاؤ اپنے ذاتی مفادات چھوڑ دو۔

WWW.AHLULHADEETH.NET

تعارف مکتبہ الدعوہ السلفیہ

قیام:- ۱۹۸۵ء میں جمعیت اہل حدیث سندھ کے مرحوم امیر علامہ السید بدیع الدین شاہ راشدیؒ کے مشورہ سے ادارہ ہذا کا قیام عمل میں آیا۔

اغراض و مقاصد:-

- توحید و سنت کی ترویج
- شرک و بدعت، باطل مذاہب، باطل عقائد اور نظریات کی تردید
- عوام الناس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی صحیح تعلیمات سے روشناس کرانا۔
- علماء حق کی عربی اردو تصانیف کو سندھی زبان میں منتقل کرنا۔
- خصوصاً علامہ السید بدیع الدین شاہ راشدیؒ کی تصانیف کو مختلف زبانوں میں منتقل کرنا اور غیر مطبوعہ تصانیف کو منظر عام پر لانا۔

جائزہ:- ادارہ ہذا اپنے قیام سے لے کر اب تک مندرجہ ذیل کتب شائع کر کے عوام الناس تک پہنچا چکا ہے۔

- ☆ امام صحیح العقیدہ ہونا چاہیے (اردو) علامہ سید بدیع الدین شاہ راشدیؒ
- ☆ کلمہ توحید جو تفسیر (سندھی) شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب
- ☆ پیارے رسول کی پیاری دعائیں علامہ عطاء اللہ حنیف بھوجیانیؒ
  سندھی ترجمہ و تحقیق عبدالرحمن میمن
- ☆ ہربرائی جو علاج جہاد (سندھی) علامہ السید بدیع الدین شاہ راشدیؒ
  سندھی ترجمہ، مولانا عبدالجبار کوری
- ☆ نماز جون مسنون دعاؤن (سندھی) علامہ السید بدیع الدین شاہ راشدیؒ
- ☆ شرعی طلاق -- (سندھی) علامہ السید بدیع الدین شاہ راشدیؒ
  بجواب- مولانا عبدالکریم بیر شریف (ایک اہم دستاویزی فتویٰ-)
- ☆ الاھی عتاب برسیاہ خضاب علامہ السید بدیع الدین شاہ راشدیؒ
  سندھی مترجم: عبدالرحمن میمن
- ☆ رموز راشدیہ ترتیب و پیشکش: عبدالرحمن میمن
  (علامہ السید بدیع الدین شاہ صاحب سے ایک انٹرویو)

پرگروام:- ادارہ ھذا نے پروگرام بنایا ہے کہ سال ۹۷ - ۱۹۹۶ء کے دوران گذشتہ تیرہ سالہ کانفرنسوں کے خطبات صدارت کو یکجا کر کے اردو، سندھی اور انگریزی اور عربی میں کتابی شکل میں شائع کرنا۔

- ☆ علامہ السید بدیع الدین شاہ صاحب کے غیر ملکی تبلیغی سفرناموں کو منظر عام پر لانا۔
- ☆ بلوغ المرام (سندھی ترجمہ و تشریح عبدالرحمن میمن) کو شایع کرنا۔

اس سلسلے میں اہل ثروت اور دین کا درد رکھنے والے احباب سے مالی معاونت کی درخواست کی جاتی ہے۔

الداعی الی الخیر
عبدالرحمن میمن